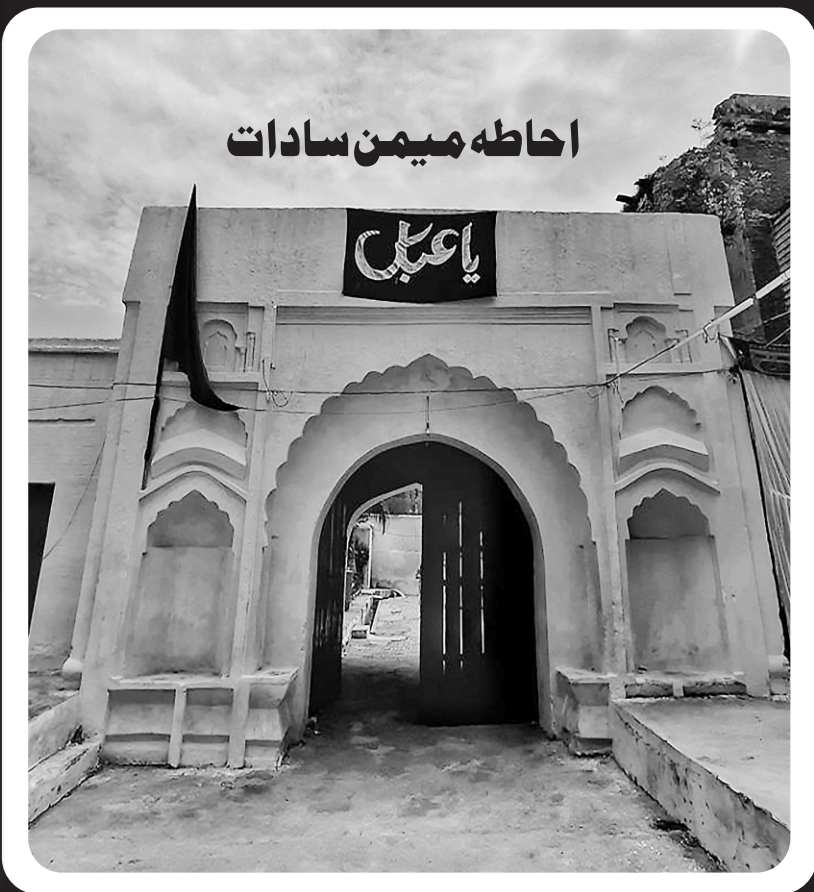


نابین سادات (بین) میں عزاداری

اور

پروفیسر شیخ مفتی رضا ندوی





© جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

© All Rights Reserved

ماہنامہ سادات (میں) بین
عزادری
اور
پروفیسر سید سید محمد عطاء اللہ

مرتب:

عیدیل زیدی

Adeel Zaidi

E-mail: thezaidis@gmail.com

Edition:

2025

سرورق اور تزیین:

سلام الدین خان

ISBN: 978-93-938892-45-4



9

17893931892454

تشکر

ہم تہہ دل سے محترم معین شاداب صاحب کے شکرگزار ہیں جنہوں نے ہماری خواہش پر اس مضمون کو ایک تحقیقی مقالے کے طور پر تحریر کیا۔ جناب خورشید عصری صاحب کا بھی شکریہ جنہوں نے دورانِ عزاداری نوحہ خوانوں اور مرثیہ خوانوں کے نام فراہم کیے۔ تصاویر کی فراہمی کے سلسلے میں ہم جناب کلیم اصغر، اعجاز مصطفیٰ زیدی (حانی) اور قنبر مصطفیٰ زیدی (حنیو) اور جناب اشعر عصری کے گزار ہیں۔ اس تحقیقی مقالے اور تصاویر کی ترتیب و تزئین اور بروقت اشاعت جناب سلام الدین خان کی مدد کے بغیر ممکن نہیں تھی۔
سلام بھائی! آپ کی محبتوں کا بہت بہت شکریہ

عیدیل زیدی



Ibarat Publication

E-213, 4th Floor, Shaheen Bagh, Jamia Nagar
Okhla, New Delhi-110025

Cell: +91-9015698045, 9911706454

ibaratpub@gmail.com, | ebaratpublication.com



معین شاداب

نامن سادات (مین) میں عزاداری اور پروفیسر سیلفٹر خان ندی

ہندوستان میں عزاداری محض ایک مذہبی عمل نہیں، بلکہ ایک ہمہ گیر ثقافتی روایت ہے جو صدیوں پر محیط تاریخی و تہذیبی شعور کی آئینہ دار ہے۔ اس روایت کے مختلف رنگ اور اسالیب ہر خطے میں اپنے مخصوص تہذیبی پس منظر کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ بالخصوص لکھنؤ، حیدرآباد، بھوپال، ممبئی، کولکاتہ اور عظیم آباد وغیرہ کی عزاداری اپنی انفرادیت، وقار، اور روایتی لطافت کے سبب نمایاں مقام رکھتی ہے۔ ریاست اتر پردیش کے ضلع بجنور میں بھی عزاداری کی روحانی، تاریخی اور ثقافتی اہمیت ہے، جس نے بین المذاہب ہم آہنگی کو بھی فروغ دیا ہے۔

بجنور شہر، نگینہ، نہٹور، دھامپور، سیوہارہ، چاندپور، منڈاؤر، بٹھارہ سادات، جھالو، کوتوالی اور مین سادات جیسے قصبات کے علاوہ یہاں کے

دیہات بھی عزاداری کا مرکز رہے ہیں۔ جن میں پیدی سادات، بھٹیڑہ سادات، شکر پوری، کروندہ اور چھچھو پورہ وغیرہ شامل ہیں۔ سادات برادری میں محرم کی مجالس، تعزیے، علم، اور نوحو خوانی کی روایت نسل در نسل جاری ہے۔ ضلع بجنور میں تقسیم ہند سے پہلے قائم کئی امام بارگاہیں آج بھی عزاداری کا اہم مرکز ہیں۔ یہاں یکم سے دس محرم تک ہر روز مجالس برپا کی جاتی ہیں۔ ان مجالس میں علماء و ذاکرین کربلا کے واقعات بیان کرتے ہیں۔ تعزیے اور علم کے جلوس نکلتے ہیں۔ آٹھ محرم کو حضرت عباسؓ کی یاد میں علم اور ذوالجناح کا جلوس نکالا جاتا ہے۔ دسویں محرم کو یوم عاشورہ کے بڑے جلوس میں تعزیے، ذوالجناح، علم مبارک، ماتم، زنجیر زنی، اور نوحو خوانی شامل ہوتی ہے۔ ضلع کے ہر بڑے قصبے میں علامتی ذکر بلا موجود ہے۔

بجنور کے مختلف علاقوں میں ہونے والی عزاداری کا کوئی نہ کوئی اختصاص ہے۔ ۹ محرم الحرام کو بجنور شہر میں محلہ بادی والا سے علم کا جلوس برآمد ہوتا ہے، جو شہر بھر سے گزرتے ہوئے بٹھارہ سادات میں ختم ہوتا ہے۔ پیدی سادات سے ۷ محرم کو جلوس علم نکل کر بٹھارہ پہنچتا ہے اور وہاں مجلس کا اہتمام ہوتا ہے۔ آئندہ روز ۸ محرم کو بٹھارہ سے علم کا جلوس برآمد ہو کر پیدی پہنچتا ہے جہاں دونوں علموں کا ملاپ ہوتا ہے اور وہاں بھی مجلس برپا ہوتی ہے۔ پیدی سے بٹھارہ اور جواب میں بٹھارہ تک پیدی تک جلوس کی روایت دو صدی قدیم ہے۔ بٹھارہ سادات کے تاریخی جلوس علم مبارک اور مجالس، نگینہ کی مجالس اور عاشورہ کا جلوس، دھامپور کا ذوالجناح کا روایتی جلوس اور سیوہارہ کی محرم کی محافل اور تعزیے کے جلوس قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح میمن سادات میں لکھنوی طرز کی عزاداری کی خاص اہمیت ہے، بالخصوص چاند رات اور آٹھ محرم کو نکلنے والے جلوس، شبیہ تابوت، مجالس، اور امام بارگاہوں

میں ہونے والی نوحہ خوانی کا بڑا شہرہ ہے۔

میمن سادات ایک تاریخی موضع ہے، جو کرت پور، نجیب آباد روڈ پر واقع ہے۔ میمن سادات کو تقریباً نو سو برس قبل سید شاہ اشرف علی الواسطی نے عراق سے آکر بسایا تھا۔ روایت ہے کہ میمن کا اصل نام 'مامن' تھا، جو بعد میں میمن کہلانے لگا۔ مامن یعنی 'جائے امن'۔ تقریباً 6 سے 7 ہزار کی آبادی والے اس قصبہ کو ضلع میں شیعہ سادات کے مرکز کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ میمن سادات (مامن، جائے امن) میں محرم کے دوران عزاداری بھر پور عقیدت اور نظم و ضبط کے ساتھ ہوتی ہے۔ مجالس، جلوس، شبیہ تابوت، تعزیے، علم اور ذوالجناح کی روایات یہاں آج بھی زندہ ہیں۔ یہاں کی مجالس چاند رات سے شروع ہو کر عاشورہ تک جاری رہتی ہیں۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی نے بستی میمن سادات (مامن، جائے امن) میں لکھنؤ کی تہذیبِ عزاکو رائج کیا۔ وہ تاریخ کے نامور استاد، معتبر مورخ، قادر الکلام شاعر اور بلند پایہ ادیب تھے۔ انھوں نے مرثیہ و نوحہ نگاری کے ذریعے عزاداری کو حسن بیان بخشا، جس سے نہ صرف ان کی بستی میں بلکہ ارد گرد کے علاقوں میں بھی جذبہ حسین کو تقویت ملی اور لوگوں نے عزاداری کی اہمیت کو بہتر انداز میں سمجھا۔ اس طرح ان کی جدوجہد نے میمن سادات (مامن، جائے امن) جیسی چھوٹی بستی کو ایک روحانی تحریک کا مرکز بنا دیا، جس کے نتیجے میں بین المسالک ہم آہنگی کو فروغ ملا۔ خواتین اور بچوں کی شمولیت سے عزاداری ایک گھریلو اور نسل در نسل جاری رہنے والا عمل بن گئی۔ انھوں نے اپنے علم، قلم، عمل اور کردار سے یہ ثابت کیا کہ

۱۔ میمن سادات (میمن نام کثرت استعمال سے ہوا، ورنہ اس بستی کا نام 'مامن' عربی کالفاظ تھا، جس کے معنی (جائے امن کے ہیں)۔

(بحوالہ: یاد کرے گی دنیا، (مشاہیر ادب اور مصطفیٰ زیدی)، تحقیق، تدوین، ترتیب: سید نصرت زیدی، صفحہ نمبر ۱۱۔

عزاداری فقط غم کا اظہار نہیں، بلکہ یہ ظلم کے خلاف قیام اور حق کی حمایت کا عملی مظہر ہے۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی 21 مئی 1917ء کو بستی مین (مامن، جائے امن) سادات میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد وہ امر وہہ چلے گئے، جہاں سے انھوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور پھر لکھنؤ کے لیے رخت سفر باندھ لیا۔ وہاں انھوں نے پہلے دو برس شیعہ کالج میں تعلیم حاصل کی اور پھر لکھنؤ یونیورسٹی سے بی اے آنرز کیا۔ تقسیم وطن کے بعد وہ پاکستان چلے گئے، جہاں گورنمنٹ کالج (سندھ) میں شعبہ تاریخ میں پروفیسر کے طور پر ان کی تقرری ہو گئی۔ دوران ملازمت ہی انھوں نے سندھ یونیورسٹی سے بی ٹی کرنے کے بعد پہلے تاریخ عامہ (جنرل ہسٹری) اور پھر مسلم تاریخ (مسلم ہسٹری) میں پوسٹ گریجویشن کر کے تعلیمی استعداد میں اضافہ کیا۔ انھوں نے کئی شہروں میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ 1964 میں گورنمنٹ کالج جبکہ آباد میں پرنسپل کے عہدے پر فائز ہوئے اور 1975 میں ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی اپنے آبائی وطن مین (مامن، جائے امن) سے بے انتہا عشق کرتے تھے اور اپنی جائے پیدائش کو دیکھنے کے لیے ہمہ وقت بیتاب رہتے تھے۔ وہ بتیس، تینتیس برس پاکستان میں رہے، لیکن اس مدت میں مین (مامن، جائے امن) ان کے دل و دماغ سے لمحہ بھر کو بھی جدا نہ ہوا۔ چنانچہ ملازمت سے فراغت ملتے ہی وہ 1979 میں وفور شوق سے لبریز دل اور آنکھوں میں اپنی آبائی سرزمین کی زیارت کی ٹرپ لیے مین آئے، اور ایسے آئے کہ یہیں کی خاک کا پیوند ہو گئے۔ ۲۸ ستمبر ۱۹۷۹ء کو ان کا انتقال ہوا۔ پروفیسر سید اختر رضا زیدی کی لحد ان کے والد

محترم سید محمد صادق زیدی کی قبر کے پہلو میں بنائی گئی، جو بستی کی جامع مسجد کی سیڑھیوں کے ساتھ واقع ہے۔ گزشتہ برس ۲۶ ستمبر ۲۰۲۲ء کو پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے برادرِ خور و سید محمد مصطفیٰ زیدی بھی وفات فرما گئے، انھیں بھی یہیں دفن کیا گیا۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے اپنے وطن سے بے انتہا عشق کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ دیارِ غیر میں نہیں بلکہ اپنوں کے درمیان آسودہ خاک ہونا چاہتے تھے اور ان کی یہ خواہش پوری ہوئی۔ انھوں نے مین سادات کی جو تاریخ، ڈائری (۸۷-۱۹ء) کی شکل میں لکھی تھی اس میں بھی انھوں نے اپنی اس دلی آرزو کا اظہار کیا تھا:

”وطن بہر حال وطن ہوتا ہے کسی نے سچ کہا ہے کہ: حبِ وطن از ملک سلیمان خوشتر زندہ لوگوں کے آبائی مکان تھے۔ مردوں کے خاندانی قبرستان تھے۔ میں اب بھی وہاں جا کر اپنے آبا و اجداد کی قبروں کی نشاندہی کر سکتا ہوں۔ یہاں سب اپنا ہے مگر پھر بھی اپنا کچھ نہیں ہے۔ خدا جانے ہمارے خاندان کے مرے ہوئے کہاں کہاں دفن ہیں۔ چند مرحومین کی قبریں کراچی میں ہیں لیکن کچھ ایسی بھی ہیں جنہیں ہم پہچان نہیں سکتے۔ محرم میں تماشائیوں کی طرح جلوس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ عید اور بقرعید میں بھی یہی حال ہے:

ایک خصوصیت تھی وہ جاتی رہی

(تاریخ مین سادات (میبو من) یہ ڈائری ۲۰۲۲ء شائع ہوئی)

نصابی، علمی اور تاریخی کتابوں کے علاوہ نوحوں، سلام اور مناقب پر مشتمل شعری مجموعہ ’کلیم کر بلا‘ پروفیسر سید اختر رضاییدی کی اہم تصنیف ہے۔ تاریخی کتب میں ’علی ابن طالب‘ اور ’خلافت کا عروج و زوال‘ ’مرر آف ہسٹری۔ بایوگرافی آف امام علی‘ دستاویز کی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کی دیگر کتابوں میں ’جیومیٹری میڈائزی‘، ’اے شارٹ ہسٹری آف سویلائزیشن‘ کے علاوہ ان کے لکھے ڈرامے ’ابن آدم سے پہلے‘، ’جنت میں ایک محفلِ مشاعرہ‘ بھی قابلِ ذکر ہیں۔ نجم آفندی کے بعد نوحے کی صنف کو جلا بخشنے میں پروفیسر سید اختر رضاییدی کا نام قابلِ ذکر ہے۔ بقول مصطفیٰ زیدی تہجِ الہ آبادی:

”نوحہ ایک بھولی ہوئی صنف ہے۔ موجودہ دور میں سوائے نجم آفندی کے کوئی شاعر ایسا دکھائی نہیں دیتا جس نے لیلائے سخن کے انگ انگ میں مکتی پیدا کر کے آدرش کو بلند کر دیا ہو۔ مجھے حسرت ہے کہ اختر نے اس سوتے ہوئے نغمے میں گونج پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان نوحوں کے ہر ہر شعر، بلکہ یوں کہیے کہ ہر ہر لفظ میں جذبات اور احساسات کا ایک بے پایاں سمندر اُمنڈتا نظر آتا ہے۔“ (کلیم کر بلا، 1943)

’کلیم کر بلا‘ 1943 میں الہ آباد سے شائع ہوئی تھی۔ 1946 میں اس کا دوسرا ایڈیشن طبع ہوا۔ اس میں پروفیسر سید اختر رضاییدی کے علاوہ مصطفیٰ زیدی کے بڑے بھائی مجتبیٰ زیدی کے نوحے بھی شامل ہیں، جواز ہر سیمونی کے نام سے شاعری کرتے تھے۔ اس کتاب میں پروفیسر سید اختر رضاییدی کے انیس (۱۹) نوحے اور مجتبیٰ زیدی کے پندرہ (۱۵) نوحے شائع ہوئے ہیں۔ مصطفیٰ زیدی نے نوحوں کے اس مشترکہ مجموعے کا پیش لفظ لکھا تھا۔

نوحوں، سلام، مرثیے اور منقبتوں پر مبنی پروفیسر سید اختر رضاییدی کا یہ کلام اضافے کے ساتھ بعد میں ’بیاضِ اختر‘ کے نام سے علیحدہ بھی شائع

ہوا۔ جس کی طباعت کا اہتمام ان کے سعادت مند فرزند عدیل زیدی نے بڑی عقیدت کے ساتھ کیا، وہ خود بھی معروف شاعر و ادیب ہیں اور ہیوسٹن (امریکہ) میں مقیم ہیں۔ پروفیسر سید اختر زیدی نے امر وہہ میں دوران تعلیم ہی نوحہ نگاری شروع کر دی تھی۔ انھوں نے کمال امر وہہ کے ساتھ نوے لکھنے شروع کیے تھے، جنویں اور دسویں میں ان کے ہم جماعت تھے۔ یہاں سے کمال امر وہہ بمبئی چلے گئے تھے اور پروفیسر سید اختر رضا زیدی لکھنؤ کے لیے عازم سفر ہو گئے تھے۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی نے نہ صرف علم کی روشنی تقسیم کی بلکہ اپنی ذات کے اخلاص اور جذبہ ایثار سے لبریز اپنی خدمات سے ایک زمانے کو روشن کیا۔ ان کے دل میں میں محبت حسینؑ ایک زندہ حقیقت بن کر دھڑکتی تھی۔ جب ان کے آبائی وطن کی فضا میں سکوت طاری تھا اور اذانِ حریت کی صدائیں دھیمی پڑ رہی تھیں، اُس وقت انھوں نے حسینی فکر کی شمع روشن کی۔ پروفیسر سید اختر رضا زیدی نے میمن سادات (مامن، جائے امن) جیسے چھوٹے سے خطے کو عزاداری کا مرکز بنادیا۔ میمن سادات (مامن، جائے امن) میں عزاداری کا چراغ وقت کی آندھیوں سے بے نیاز، آج بھی روشن ہے، جو عزادارانِ مظلومین کو بلا کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ سید اختر رضا زیدی کی یہ کوشش صرف مجالس یا جلوسوں تک محدود نہ تھی، بلکہ یہ ایک فکری تحریک، روحانی بیداری اور تہذیبی احیاء کے مترادف تھی۔ میمن سادات (مامن، جائے امن) ایک چھوٹا مگر روحانی طور پر بیدار خطہ تھا۔ یہاں کے ساکنان کو اہل بیتؑ سے محبت اور عزاداری کا جذبہ ورثے میں ملا تھا۔ یہاں عزاداری کی روایت تو تھی، لیکن مجالس، جلوس اور ذکرِ کربلا کا کوئی باقاعدہ

نظام نہیں تھا۔ عربی و فارسی کے نوے پڑھے جاتے تھے اور یوم عاشور پر دہکے ہوئے الاؤ کے گرد ماتم ہوتا تھا۔ پروفیسر سید اختر رضا زیدی نے یہاں کی رسم عزاداری کو نیارخ و آہنگ دینے کے لیے ایک منظم فکری، روحانی اور سماجی بیداری کی بنیاد رکھی اور مہینے میں عزاداری کا رنگ روپ تبدیل ہو گیا۔ انھوں نے بستی میں لکھنوی انداز کی عزاداری کو متعارف کرایا اور لکھنؤ کے طرز میں نوحہ خوانی کو رائج کیا۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی خود بھی نوے پڑھتے تھے۔ ان کی لحن اچھی تھی۔ اپنے تخلیق کردہ نوحوں سے قبل وہ دیگر شعراء کے لکھے ہوئے نوے پڑھا کرتے تھے۔ جن میں نجم آفندی قابل ذکر ہیں۔ پروفیسر سید اختر رضا زیدی نے ۱۹۳۲ء میں مہینے سادات (مامن، جائے امن) میں لکھنوی طرز پر نوحہ خوانی کا سلسلہ شروع کیا اور پہلی دفعہ احاطہ مہینے سے ذوالجناح برآمد ہوا۔ انھوں نے ۱۹۳۲ء میں اپنا لکھا ہوا نوحہ ”پھر چاند محرم کا نمودار ہوا ہے“ پہلی مرتبہ پڑھا۔ ۱۹۳۴ء میں ۷ محرم کو پروفیسر سید اختر رضا زیدی نے ”یہ اس کی سواری آتی ہے“ نوحہ لکھا اور ۸ محرم کو ذوالجناح کی برآمدگی کے وقت اسے پڑھا۔ آج ۹۰ برس بعد بھی مامن (مہینے) میں اسی طرز میں یہ نوحہ پڑھنے کی روایت برقرار ہے۔ لکھنوی انداز کی نوحہ نگاری میں پہلے چار مصرعے نوحہ خواں تنہا پڑھتا ہے، ماتم کرنے والے خاموش رہتے ہیں، جبکہ بعد کے مصرعے سبھی لوگ ماتم کرتے ہوئے ساتھ ساتھ پڑھتے ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں انھوں نے ”انجمن حسینہ“ قائم کی۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی کی دختر نیک اختر، مہر اختر رضا بیاض اختر، میں لکھتی ہیں:

”اختر رضاییدی اور بستی کے دیگر نوجوان لکھنؤ میں تعلیم پا رہے تھے اور محرم کے دنوں میں میمن آتے تھے۔ اختر زیدی نے لکھنؤ کی عزاداری دیکھی اور میمن میں عزاداری کا طریقہ بدل ڈالا۔ انھوں نے نوجوانوں کی ایک انجمن ’انجمنِ حسینہ‘ کے نام سے قائم کی۔ نوجوان نوحہ خوانوں کے لیے ہرے رنگ کے بیجز بنوائے اور انھیں نوحہ پڑھنے اور ماتم کی تربیت دی۔ اختر زیدی بچپن سے ہی شاعری کرتے تھے، سو خود نوحے لکھنے شروع کیے اور مخصوص انداز میں ان کی دھنیں بنائیں۔ میمن اور نواحی بستیوں میں بھی ان کے نوحے مشہور ہو گئے۔ ان کے لکھے ہوئے نوحے تاریخی نوعیت اختیار کر گئے اور آج بھی میمن سادات (مامن، جائے امن) میں محرم کے جلوسوں میں پڑھے جاتے ہیں۔ محرم کی چاند رات کو ان کا مشہور نوحہ آج بھی اُسی طرح پڑھا جاتا ہے:

پھر چاند محرم کا نمودار ہوا ہے

اور محرم کی آٹھ تاریخ کو انھوں نے جلوسِ ذوالجناح نکالنے کی ابتدا کی۔ اپنا نوحہ جلوس میں ایک نئے طرز سے پڑھا:

جو نہر پہ پیاسا سوتا ہے

یہ اُس کی سواری آتی ہے

آج بھی میمن سادات کے جلوس میں یہی نوحہ ذوالجناح کی آمد پر پڑھا جاتا ہے۔“

پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے پاکستان ہجرت کر جانے کے بعد مین سادات (مامن، جائے امن) میں سید علی اختر زیدی نے انجمن عزاداری کی قیادت نہایت اخلاص کے ساتھ کی۔ علی اختر زیدی کے انتقال کے بعد عزاداری اور دیوان خانے کی ذمہ داری پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے برادرِ خور و سید محمد مصطفیٰ زیدی نے سنبھالی۔ جب وہ ضعیف ہو گئے تو انھیں کی سرپرستی میں احتشام حیدر اور صابر رضا نے بحسن و خوبی عزاداری کو جاری رکھا۔ گزشتہ برس (2024) سید محمد مصطفیٰ زیدی کا انتقال ہو گیا۔ ان کی رحلت کے بعد امید کی جاتی ہے کہ ان کے فرزند، اعجاز مصطفیٰ (علی زیدی) المعروف حانی اور قمبر مصطفیٰ زیدی عرف حنیو، اپنے بھائیوں کے ہمراہ عزاداری اور دیوان خانے کی ذمہ داریاں سنبھال کر اس کارِ خیر کو آگے بڑھائیں گے۔ سید محمد مصطفیٰ زیدی کی اہلیہ کی سرپرستی میں آج بھی مین میں عزاداری پورے جوش و جذبے، احترام و عقیدت اور اسی روایت کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے جو اکابرین کی پہچان ہے۔

’انجمنِ حسینِیہ‘ جس کی بنیاد پروفیسر سید اختر رضا زیدی نے ڈالی تھی، بستی مین سادات (مامن، جائے امن) کی اولین باضابطہ انجمن تھی۔ لیکن اب یہاں انجمنوں کی تعداد خاصی بڑھ گئی ہے۔ انجمنِ حسینِیہ کے علاوہ، کئی دیگر انجمنیں سرگرم ہیں۔ جن میں ’انجمن سوگوارِ حسین‘، ’انجمن انصارِ حسین‘، ’انجمن لشکرِ حسین‘، ’انجمن فیضانِ اہل بیت‘، ’انجمن شیدائے حسینی‘، ’انجمن دعائے زہرا‘، وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ ان انجمنوں سے وابستہ کئی مایہ ناز نو حنا نگار و نو حنا خوان اور مرثیہ نگار و مرثیہ خوان اپنے فن کا جادو جگ رہے ہیں۔ اسد عباس، خورشید عصری، آصف جلال، بخجوری اور کلیم اصغر نو حنا و مرثیہ لکھتے بھی

ہیں اور پڑھتے بھی ہیں۔ یہ شعرا نوحوں اور مرثیوں کے علاوہ حمد، نعت، سلام اور منقبت بھی لکھتے ہیں۔

انجمن حسینیہ میں ماضی میں اختر عباس (مرحوم) ممتاز علی (مرحوم) شاہد حسین (مرحوم) آزاد بھائی (مرحوم) نعیم اختر (مرحوم) شامل رہے۔ جبکہ اب صابر رضا، اسد عباس کے بعد اصرار زیدی انجمن کو سنبھال رہے ہیں۔ انجمن سوگوار حسین سے میر حسین (مرحوم) عبدالرشید (مرحوم) غلام عابد (مرحوم) غلام حسین (مرحوم) الیاس حسین (مرحوم) غلام پنجتن (مرحوم) عابد حسین (مرحوم)، ریاض حسین (مرحوم) وابستہ رہے ہیں۔ اب غلام رضا، اطہر علی، شبیر حسین وغیرہ انجمن سوگوار حسینی کا حصہ ہیں۔ انجمن انصار حسین میں علی نظر (مرحوم) کے علاوہ نشاط، ریاض حسین وغیرہ شامل رہے ہیں۔ انجمن لشکر حسینی میں خورشید عصری، مرغوب عالم، اشعر عصری روش، انجمن فیضان اہل بیت میں فیروز علی اور رجب علی، انجمن شیدائے حسینی میں محمود اصغر، عابد حسین، مظہر علی اور انجمن دعائے زہرا میں نایاب علی، انصار حسین، ثراب علی وغیرہ میمن سادات (مامن، جائے امن) میں رسوم عذاراری کو خصوصیت کے ساتھ سنبھالے ہوئے ہیں۔

بستی کے مرثیہ نگاروں میں انتظار حسین (مرحوم) لیاقت حسین (مرحوم) انصار حسین (مرحوم) خدا بخش (مرحوم) اسماعیل (مرحوم) غلام حسین (مرحوم) عبدالحمید (مرحوم) وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ عہد حاضر کے مرثیہ ونوحہ پڑھنے والوں میں خورشید زمانی، علی جان، نعیم، خورشید حسین، عابد حسین، حسن علی اور مہدی رضا کے نام اہم ہیں۔

صرف مین سادات (امن، جائے امن) میں ہی نہیں ہندستان کے کئی دیگر مقامات پر بھی پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے نوے انھیں کے طرز میں پڑھے جاتے ہیں۔ ہندستان کے علاوہ پاکستان اور امریکہ کے بعض شہروں میں بھی ان کا رثائی کلام سننے کو ملتا ہے۔ چاند رات اور جلوس ذوالجناح برآمد ہونے پر پڑھے جانے والے ان کے دو مشہور نوحے قارئین کے ملاحظے کے لیے پیش کیے جاتے ہیں:

پھر چاند محرم کا نمودار ہوا ہے
پھر چاک دل احمد مختار ہوا ہے
اس چاند میں قاسم کے کٹے دستِ حنائی
سر ننگا دلہن کا سر بازار ہوا ہے
اس چاند میں بازو کٹے عباس جری کے
ٹھنڈا علم حیدر کڑا ہوا ہے
اس چاند میں اکبر کے لگی سینے پہ برجھی
اصغر ہدف تیر ستمگار ہوا ہے

اس چاند کی دسویں کو بہن بھائی سے چھوٹی
پامال تن سید ابرار ہوا ہے
اس چاند میں عابد کے پڑا طوق گلے میں
اور قید بھی وہ صاحب آزار ہوا ہے
خوشنودی زہرا کا وہ حامل ہوا اختر
جو سبطِ پیہر کا عزادار ہوا ہے



جو نہر پہ پیاسا سوتا ہے
یہ اُس کی سواری آتی ہے
جو خون سے رن کو دھوتا ہے
یہ اُس کی سواری آتی ہے

یہ اُس کی سواری ہے لوگو
شمشیروں کے سائے میں جو
تھامے تھا حسینی پرچم کو
روتی ہے وفا اب تک جس کو
اے دل تو خون کے آنسو رو
جو فوجِ خدا کا افسر تھا
یہ اُس کی سواری آتی ہے
عباس جو رن سے آتے تھے
اور مشکِ سکینہ لاتے تھے
نیزوں پر نیزے کھاتے تھے

یاں بچوں کو غش آتے تھے
سب رو رو کر چلاتے تھے
جو نہر سے پانی لاتا ہے
یہ اُس کی سواری آتی ہے

یہ وہ تاریخی نوے ہیں جو 1932 سے آج 2025 تک دنیا کے مختلف مقامات پر پڑھے اور سُنے جا رہے ہیں۔ 90 برس سے زائد کی مدت میں پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے نوحوں کو پڑھے جانے کا سلسلہ تیسری نسل میں داخل ہو چکا ہے۔ میمن (مامن، جائے امن) میں صاحب بیاض نوحہ خواں خورشید عصری اور ان کے فرزند اشعر عصری روتش بھی سید اختر رضا زیدی کے نوے پڑھتے ہیں۔ صابر عباس چاند رات اور آٹھ محرم کو یہ دونوں نوے پڑھتے ہیں۔ پہلے ان کے والد یہ نوے پڑھتے تھے۔ امر وہہ سمیت ہندستان کے مختلف شہروں کے علاوہ کراچی، اٹلانٹا اور ہیوسٹن میں بھی یہ مشہور زمانہ نوے پڑھے جا رہے ہیں۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی نے میمن سادات (مامن، جائے امن) میں عزاداری کی بنیاد صرف ایک رسم کے طور پر نہیں ڈالی، بلکہ اسے ایک زندہ روایت، فکری تحریک اور تربیتی عمل کے طور پر قائم کیا۔ انھوں نے جن مجالس کی بنا ڈالی ان میں صرف مرثیہ خوانی ہی نہیں ہوتی تھی بلکہ فلسفہ

شہادت، امام حسینؑ کی تحریک، اور اہل بیتؑ کی سیرت کا بیان بھی ہوتا۔ یہ مجالس نئی نسل کے اذہان کو بیدار کرنے کا وسیلہ بنیں۔ نوجوانوں کو مستقبل کی قیادت کے لیے تیار کیا۔ ان مجلسوں کے سائے میں کئی ذاکرین، خطباء اور مرثیہ خوانوں نے تربیت پائی، جو آج مختلف علاقوں میں ذکرِ حسینؑ کا پرچم تھامے ہوئے ہیں۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی کی تقریریں اور تحریریں گہرے علم اور بصیرت سے لبریز ہوتی تھیں۔ عزاداری کے پلیٹ فارم کو انھوں نے ایک دینی تربیت گاہ میں تبدیل کیا جہاں ذکرِ مظلوم کربلا دلوں کو جھنجھوڑتا، کردار کو سنوارتا، اور فکر کو جلا بخشتا۔ پروفیسر سید اختر رضا زیدی کا کردار صرف ایک عزادار کا نہیں، بلکہ ایک معمار کا تھا، جنھوں نے اپنے خواب کی تعبیر کا جو چراغ روشن کیا وہ آج بھی زمانے کے ذہن و دل کو روشنی بخش رہا ہے۔ ان کی خدمات کو یاد کرنا، ان کے مشن کو آگے بڑھانا اور نئی نسل کو اس فکری و روحانی میراث سے جوڑنا وقت کی ضرورت ہے۔

پروفیسر سید اختر رضا زیدی کی خدمات کا تذکرہ اجتماعی بیداری کی علامت ہے، کیونکہ جو قوم اپنے محسنوں کو بھلا دے، وہ تاریخ کے اندھیروں میں گم ہو جاتی ہے۔ وہ زبانیں جو ذکرِ اہل بیتؑ سے تر رہتی ہیں اور وہ قدم جو عزاداری کی راہوں میں گرد آلود ہوتے ہیں، تاریخ انہیں اپنے سنہرے اوراق میں محفوظ رکھتی ہے۔



مامن سادات کی جامع مسجد کی سیڑھیوں سے متصل جناب پروفیسر اختر رضا زیدی مرحوم اور ان کے والد سید محمد صادق زیدی مرحوم کی قبریں

بنگلہ کی پینٹنگ



دليوان خانہ





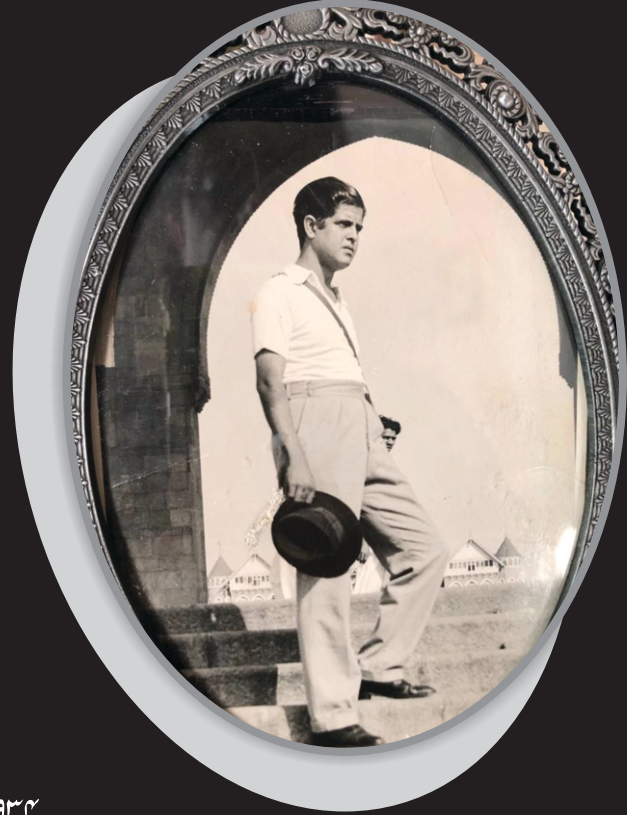
۱۹۸۳ء: مامن سادات کی جامع مسجد کے دروازہ پر (دائیں سے تیسرے) سید محمد مصطفیٰ زیدی کے ہمراہ ان کے فرزند اعجاز مصطفیٰ زیدی (حانی) و دیگر



پروفیسر سید اختر رضا ندوی



۱۹۳۴ء: لکھنؤ میں طالب علمی کے زمانہ کی پروفیسر سید اختر رضا زیدی کی ایک تصویر



۱۹۴۷ء: ممبئی میں واقع گیٹ وے آف انڈیا پر پروفیسر سید اختر رضا زیدی



۱۹۷۵ء: پاکستان کے صوبہ سندھ ڈگری کالج امرکوٹ میں بحیثیت پرنسپل پروفیسر سید اختر رضا زیدی



Last picture of Babuji—July 13th 1979. Only picture with Shariq Adeel Zaidi



پروفیسر سید اختر رضا زیدی اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ ریحان فاطمہ کے ہمراہ

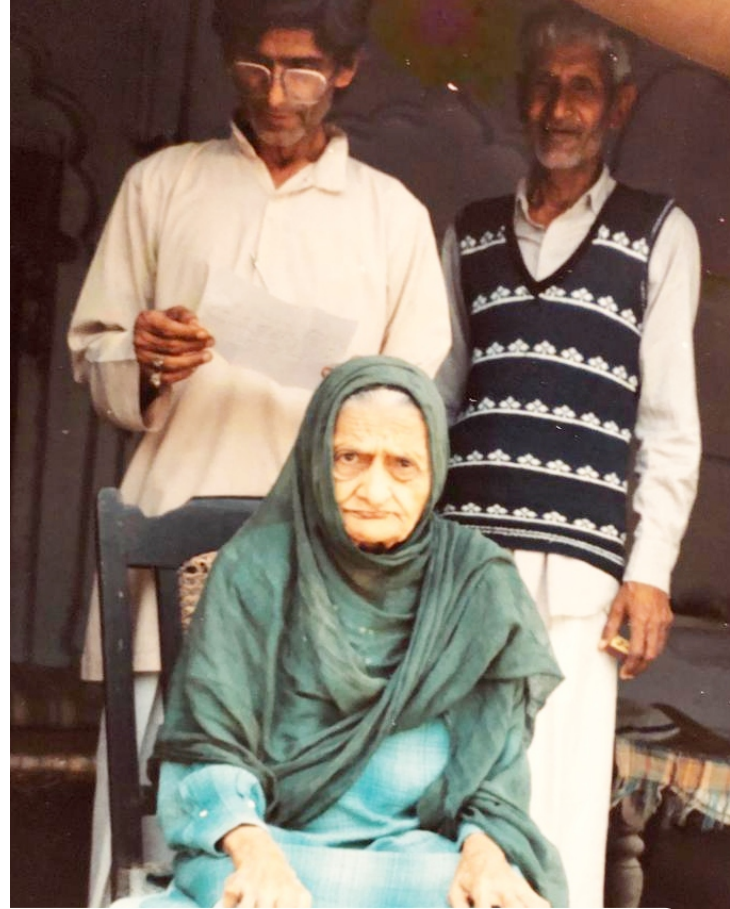
پروفیسر سید اختر رضا زیدی کی فائری کا ایک ورق جس میں انھوں نے اپنے پوتے شارق عدیل ولد عدیل زیدی کی تاریخ پیدائش درج کی ہے۔ تصویر میں ان کی اہلیہ سیدہ ریحان فاطمہ اور دختران تنویر زیدی و شمیم زیدی کو دیکھا جاسکتا ہے



۱۹۵۱ء: (دائیں) پروفیسر سید اختر ضازیدی کے فرزند عروج اختر زیدی، اکون زینم، پروفیسر اختر ضازیدی، سید محمد صادق،
 پچھلی قطار میں تنویر زیدی، سعید اختر زیدی، مہر اختر زیدی، شمیم اختر زیدی، جاوید اختر زیدی



(دائیں سے) پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے فرزند عدیل زیدی،
رشتہ کے بھائی عالم اور برادر خورد سید محمد مصطفیٰ زیدی

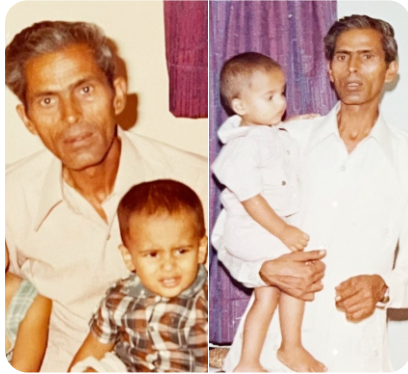


۱۹۸۳ء: دادی عباس بانو، (دائیں) برادر خورد سید محمد مصطفیٰ زیدی



سید علی اختر زیدی سر پنچ میمن سادات
اور ان کے پیچھے سید محمد مصطفیٰ زیدی

۱۹۸۳ء: پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے چچا اور عدیل زیدی کی اہلیہ
فردوس عدیل زیدی کے دادا سید علی اختر زیدی سر پنچ میمن سادات،
برادر خورد سید محمد مصطفیٰ زیدی اور (دائیں) فرزند عدیل زیدی



(درمیان میں) عدیل زیدی کی اہلیہ فردوس عدیل زیدی کے داد
اسید علی اختر زیدی سر بیچ میمن سادات کے فرزندان (بائیں
سے) سید ناظر عباس زیدی، سید حسین عباس زیدی اور ان کے
دوست اقرار حسین، اور (دائیں جانب) فردوس علی زیدی کے والد
محترم سبط حیدر زیدی اور حسین عباس زیدی، اور سید آقا حسین
زیدی جبکہ حسین عباس زیدی کی گود میں ان کے بیٹے صفدر عباس
زیدی اور سبط حیدر زیدی کی گود میں فردوس عدیل زیدی کی چھوٹی
بہن شہمین زیدی کو بھی دیکھا جاسکتا ہے

پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے منجھے بھائی
سید مرتضیٰ علی زیدی اپنے بیٹے سید عمران غالب زیدی کے ساتھ



پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے ماموسید محمد طاہر زیدی کی ایک یادگار تصویر



لکھنؤ یونیورسٹی میں طالب علمی کے زمانہ میں اختر رضا زیدی احباب کے ساتھ، پیچھے ان کے برادر نسبتی مجتبیٰ زیدی بھی موجود ہیں

سید محمد مصطفیٰ زیدی



۲۰۰۸ء: بین سادات میں سید محمد مصطفیٰ زیدی اپنے بھتیجے عدیل زیدی کے ساتھ
(فوٹو عدیل زیدی کی بیٹی شنا زیدی نے کلک کیا تھا)



سید محمد مصطفیٰ زیدی اپنی اہلیہ سیدہ نسیم فاطمہ کے ساتھ



۲۰۰۸ء: ہمین سادات: (دائیں سے) عدیل زیدی کی اہلیہ فردوس زیدی،
عدیل زیدی، سید محمد مصطفیٰ زیدی اور ان کی اہلیہ نسیم فاطمہ۔ پیچھے جینو اور حانی



۲۰۰۸ء: (دائیں سے) عدیل زیدی، سید محمد مصطفیٰ زیدی،
شٹا عدیل زیدی اور فردوس عدیل زیدی



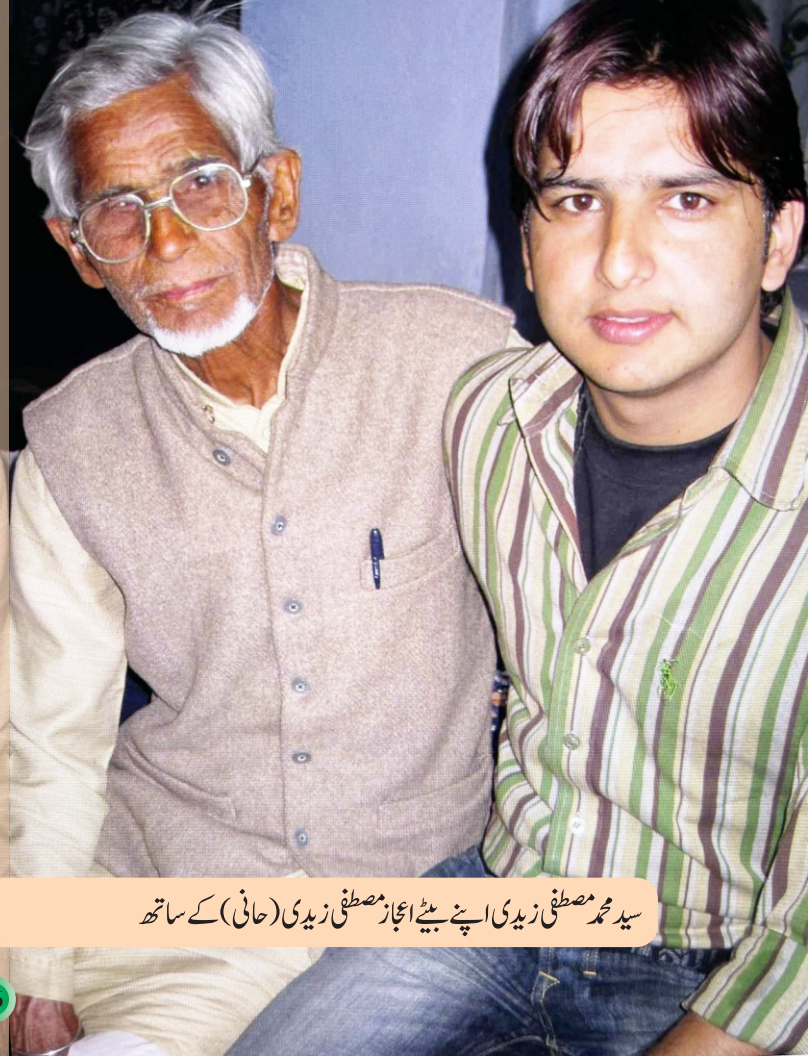
سید محمد مصطفیٰ زیدی اپنے بیٹے اعجاز مصطفیٰ زیدی (حانی) اور قمبر مصطفیٰ زیدی (حینو) کے ساتھ



سید محمد مصطفیٰ زیدی اپنے بیٹے قمبر مصطفیٰ زیدی (حینو) کے ساتھ

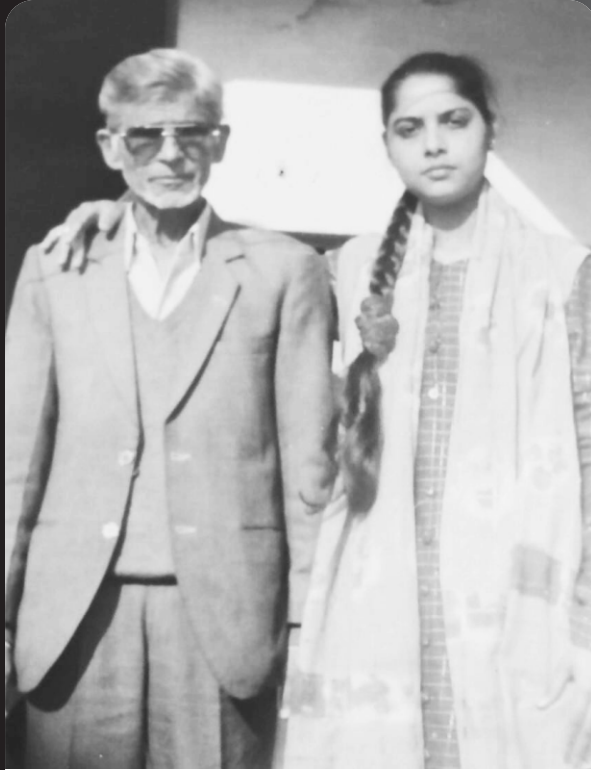


سید محمد مصطفی زیدی اپنے بیٹے اعجاز مصطفی زیدی (حانی) اور قنبر مصطفی زیدی (حینو) کے ساتھ



سید محمد مصطفی زیدی اپنے بیٹے اعجاز مصطفی زیدی (حانی) کے ساتھ





سید محمد مصطفیٰ زیدی اپنی دختر کنیز زینب کے ساتھ



سید محمد مصطفیٰ زیدی اپنی اہلیہ سیدہ نسیم فاطمہ، دختر کنیز زینب اور فرزندان
اعجاز مصطفیٰ زیدی (حانی) قنبر مصطفیٰ زیدی (حینو)



ماہ محرم: احاطہ میمن سادات میں
سید محمد مصطفیٰ زیدی اور ان کے صاحب زادے اعجاز مصطفیٰ زیدی



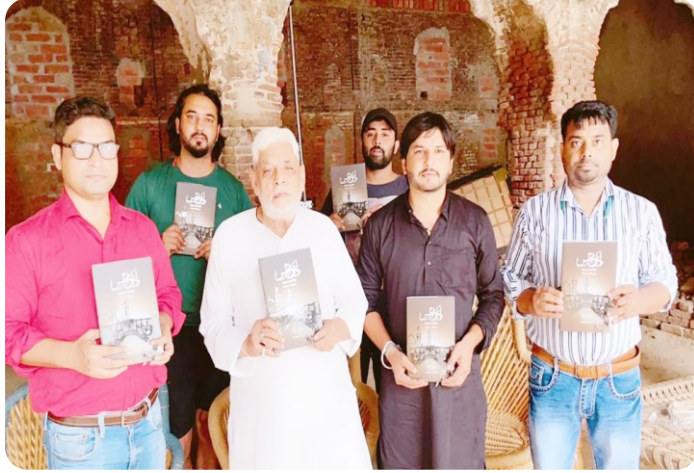


جلوس کے دوران سید محمد مصطفیٰ زیدی





۲۰۲۳ء: سید محمد مصطفیٰ زیدی اپنے والد سید محمد صادق زیدی اور بڑے بھائی پروفیسر سید اختر رضا زیدی کے مزار پر فاتحہ پڑھتے ہوئے



۲۰۲۳ء: بین سادات میں عدیل زیدی کی کتاب ”آذانِ مجلس“ کی رونمائی کا ایک منظر
(دائیں) سے عبارت پہلی کے پروپرائیٹرز سلام الدین خان، اعجاز مصطفیٰ زیدی، ازہر زیدی، قنبر زیدی اور
ہمد ریلک اسکول دہلی میں اسٹاڈ انٹر محمد عارف



سید محمد مصطفیٰ زیدی اپنے پوتے حسین مصطفیٰ کے ساتھ



۱۹۸۳ء: بستی مبین سادات میں عدیل زیدی اپنے دورہ ہند کے موقع پر بستی سے گزر رہے تھے کہ ایک خاتون کی شفقت بھری صدا سنائی دی ”متم اخر رضا زیدی کے بیٹے ہو“ محبت بھری یہ آواز سن کر عدیل زیدی وہیں ٹھہر گئے اور موصوفہ کی یادگار تصویر لی۔ بزرگ خاتون نے اصرار کے ساتھ عدیل زیدی کو اپنے ہاتھ کا پکا ہوا اکھا نا کھلایا۔ عدیل زیدی اس پالک گوشت کا ذائقہ اور وہ جذباتی لمحات کبھی بھول نہیں پاتے



نئی کار میں سوار
سید محمد مصطفیٰ زیدی اور اہلیہ سیدہ نسیم فاطمہ



قبر مصطفیٰ زیدی حینو کے بیٹے از لان



سید محمد مصطفیٰ زیدی کی اہلیہ سیدہ نسیم فاطمہ اپنے پوتیوں کو قاعدہ پرٹھاتے ہوئے





مامن سادات کی جامع مسجد کی سیڑھیوں سے متصل سید محمد صادق زیدی، ان کے صاحب زادے پروفیسر سید اختر رضا زیدی اور سید محمد مصطفیٰ زیدی کی قبریں



سید محمد صادق زیدی، پروفیسر سید اختر زیدی کی قبروں پر ایصالِ ثواب
اور ”بیاضِ اختر“، ”اذانِ مجلس“ اور ”قرضِ جاں“ کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے
عبارت پبلی کیشن کے پروپرائیٹرز سلام الدین خان اور ہمدرد پبلک اسکول دہلی کے اسٹاڈنٹ محمد عارف





پروفیسر سید اختر رضا زیدی کی ۴۳ ویں برسی پر منعقد مجلس سے خطاب کرتے ہوئے
مسجد کے امام مولانا شیر علی۔ تصویر میں (بائیں) سید محمد مصطفیٰ زیدی اور (دائیں) نوحہ خواں صابر رضا بھی موجود ہیں



پروفیسر سید اختر رضا زیدی کی ۴۳ ویں برسی کے موقع پر کلیم اصغر سلام پڑھتے ہوئے



MAJLIS E ESAL E SAWAAB
PROFESSOR SYED AKHTAR RAZA ZAIDI
 S/o SYED MOHAMMAD SADIQ ZAIDI

SYEDA REHAN FATIMA
 D/o SYED MAHMUDUL HASAN RIZVI

PESHKHWANI:
 JANAB KALEEM ASGHAR BIJNORI SAHIB
 JANAB KHURSHEED ASRI SAHIB

MARSIYA KHWANI:
 JANAB SYED SABIR RAZA ZAIDI SAHIB

KHATEEB-E-AHLEBAIT:
 AALI JANAB MOULANA
SYED SHER ALI ZAIDI QIBLA

11:00 AM (Dehli India Time) | **10:30 AM** (Karachi PK Time)
12:30 AM (Houston USA Time)
 at AZAKHANA E DIWANKHANA MEMON SADAAT, BIJNOR, INDIA
 FRIDAY OCTOBER 7, 2022

ONLINE LIVE BROADCAST (AZADAARI OF MEMAN SADAAT)
<https://www.facebook.com/MemanSadaat>

پروفیسر سید اختر رضا زیدی کی ۴۳ ویں برسی پر منعقد مجلس
ایصال ثواب کا دعوت نامہ



سید محمد مصطفیٰ زیدی ابن سید محمد صادق زیدی مرحوم

1929 - 2024

یا حسین

ای چو کشت سے پایا افتخار زندگی ہم نے
نہیں سے خواب کی تعبیر کا سورج اُٹھتا ہے
بکریں ہے اپنا رستا اور بکریں ہے اپنی منزل بھی
دور وقت مڑا اُٹھانے کے دروازے سے لپکتا ہے



مسلل داستانِ رنج و غم تحریر کرتے ہیں
علم کے سائے میں جو ماتم شہید کرتے ہیں
برائے ایصالِ ثواب

سید محمد مصطفیٰ زیدی
ابن
سید محمد صادق زیدی مرحوم

1929 - 2024



إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

نمازِ وحشتِ قبر
سورۃ فاتحہ کی گزارش

Late Syed Mohd. Mustafa
S/o Late Syed Mohd. Sadiq

سید محمد مصطفیٰ مرحوم
ابن سید محمد صادق

تدفین انشاء اللہ ۲۶ ستمبر ۲۰۲۴ ۹ بجے صبح
آبائی قبرستان میں سادات شملع بختور میں ہوگی

Date: 26.09.2024

SHAMA PRESS JALALPUR # 9415766257, 7007755606

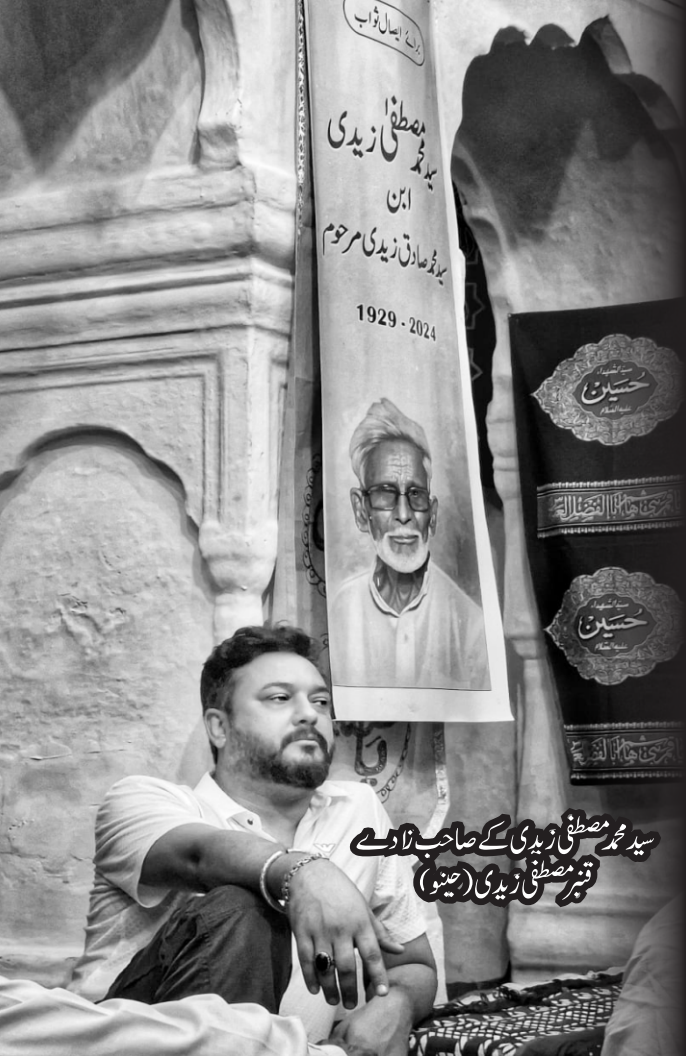
دارقانی سے چلے اور پاگئے ملک بقا
بارگاہِ مصطفیٰ میں ہیں محمد مصطفیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ





سید محمد مصطفیٰ زیدی کے چہلم کے موقع پر منعقد مجلس کا ایک منظر

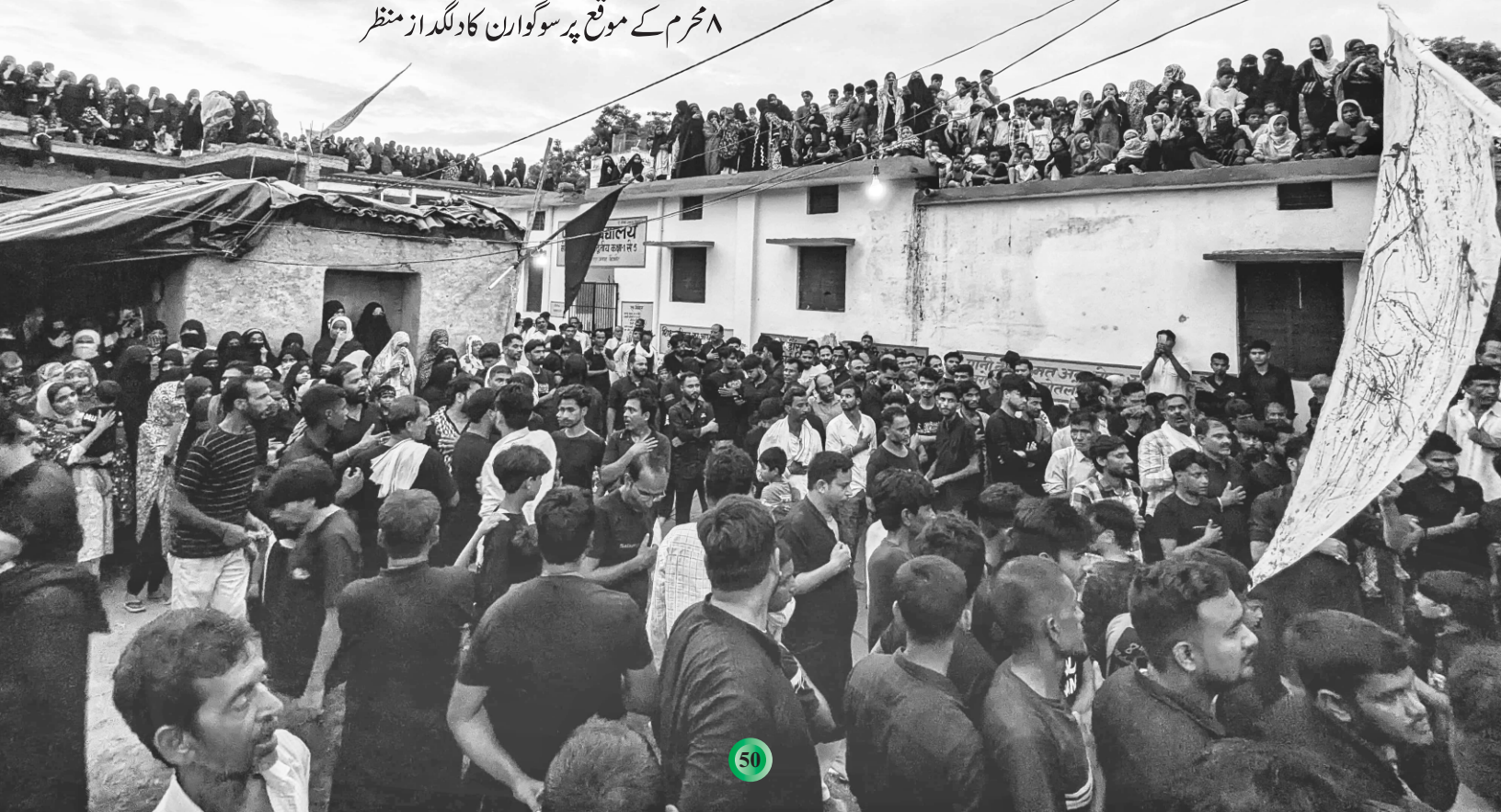


سید محمد مصطفیٰ زیدی کے صاحبزادے
قبر مصطفیٰ زیدی (جنونی)



سید محمد صادق زیدی، پروفیسر سید اختر زیدی اور سید مصطفیٰ زیدی کی قبروں پر فاتحہ پڑھتے ہوئے
عبارت پہلی کیشن کے پروپرائٹرز سلام الدین خان اور جون ایلیا کے عزیز محمد علی حیدر نقوی

۸ محرم کے موقع پر سوگواران کا دگداز منظر



۸ محرم کو احاطہ میں جلوس علم کی برآمدگی





عزاخانہ دیوان خانہ



عز خانہ دیوان خانہ



اہل والا امام پاڑہ



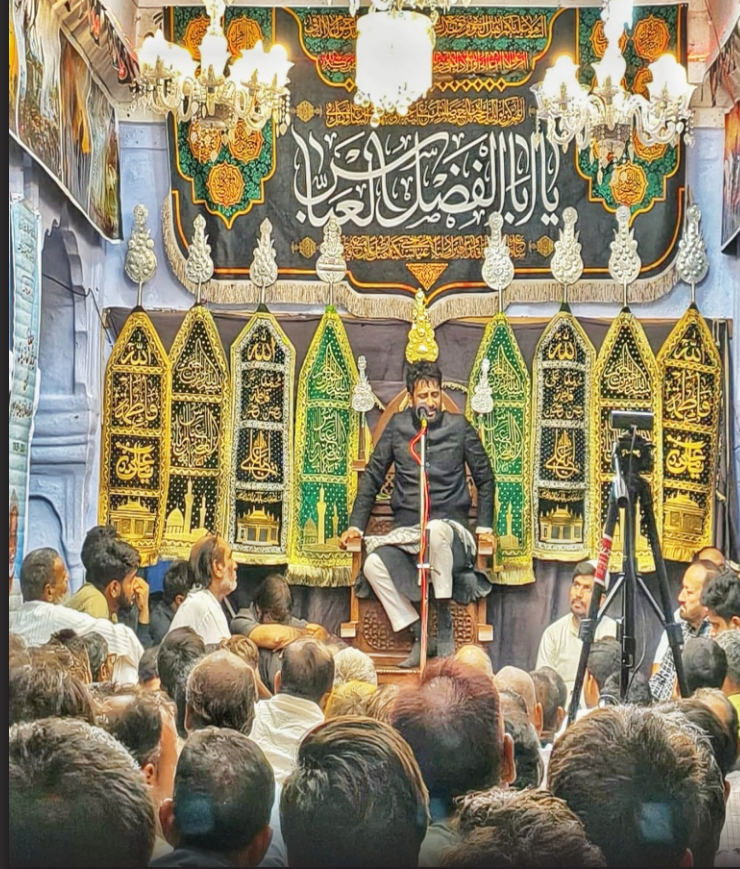
عزاخانہ بنگلہ میں سید محمد مصطفیٰ زیدی کی اہلیہ سیدہ نسیم فاطمہ



دیوان خانہ



نوردی والی امام بارگاہ میں محرم کی مجلس کے مناظر



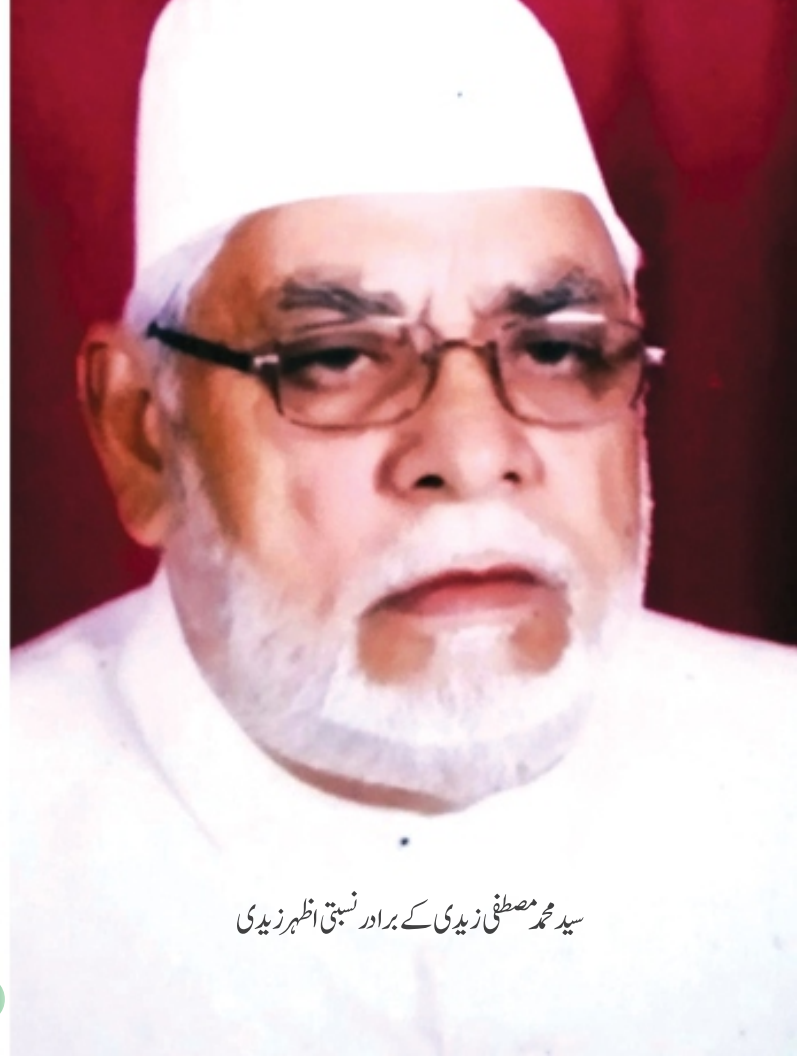
عزاخانہ دیوان خانہ میں مولانا نوید عابدی خطاب کرتے ہوئے



دیوان خانہ میں مجلس کے مناظر



دیوان خانہ میں سوز خواں صابر رضا کلام پڑھتے ہوئے



سید محمد مصطفیٰ زیدی کے برادر نسبتی اظہر زیدی



معروف شاعر اہل بیت کلیم اصغر اپنا کلام پڑھتے ہوئے





شاعر اہل بیت کلیم اصغر مختلف مواقع پر کلام پڑھتے ہوئے





میں سادات کے مختلف امام باڑوں میں اربعین کے کچھ مناظر





۸ محرم: احاطہ کا ایک منظر

سید صابر رضا اور ان کے فرزند شمر رضا ۸ محرم کو تاریخی مرثیہ پڑھتے ہوئے





میں سادات: ۱۹/۱۰ ربیعین کے جلوس کا ایک منظر



EK PAL KI THI HUKUMAT YA ZEED KI,,
SADIYAAN HUSSAIN ؑ KI HAI
ZAMANA HUSSAIN ؑ KA..!
لبیک یا حسین



۸ محرم کے جلوس کا ایک منظر





دیوان خانہ



دیوان خانہ کا ایک منظر



میمین سادات کے مشہور علم مبارک



مبین صادات کے مشہور قلم مبارک





۸ محرم ذوالجناح کے ساتھ اعجاز مصطفیٰ زیدی (حانی) اور صابر رضا



۸ محرم ذوالجناح کے ساتھ قنبر مصطفیٰ زیدی (حینو)



۸ محرم کو ذوالجناح کے ساتھ اعجاز مصطفیٰ زیدی





۸ محرم کو ذوالجناح کے ساتھ قبر مصطفیٰ زیدی (جینو)



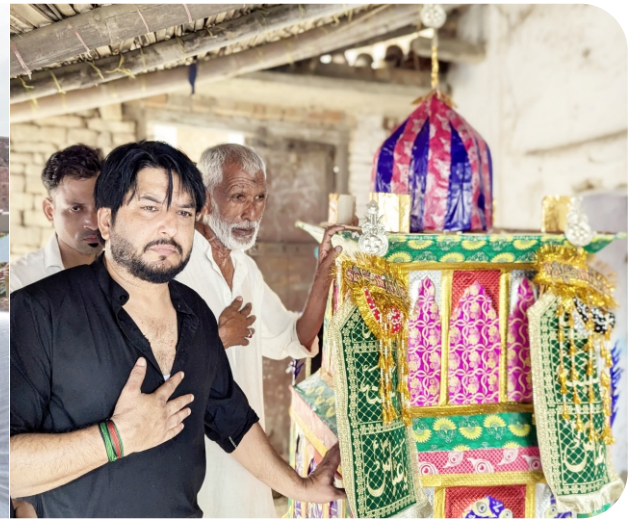
۸ محرم کوڈوالجناح کے موقع پر ابراہیم حسین



۸ محرم کوڈوالجناح کے موقع پر حسین مصطفیٰ



۸ محرم کو ذوالجناح کے جلوس کا منظر



تعزیه کے ساتھ اعجاز مصطفیٰ حانی



علم مبارک کے ساتھ
قبر مصطفیٰ زیدی جینو



ذوالہجہ کی برآمدگی



خورشید عصری کے فرزند نوحہ خواں اشعر عصری



شاعر اہل بیت اور نوحہ خواں خورشید عصری



شاعر اہل بیت اور نوحہ خواں خورشید عصری اور ان کے فرزند اشعر عصری نوحہ خوانی کرتے ہوئے



بنگلہ کے دروازے پر اعجاز مصطفیٰ زیدی (حانی)

سید محمد صادق زیدی، پروفیسر سید اختر رضا زیدی اور سید محمد مصطفیٰ زیدی کے مزارات پر ۱۸ محرم کو ذوالحجہ کا جلوس



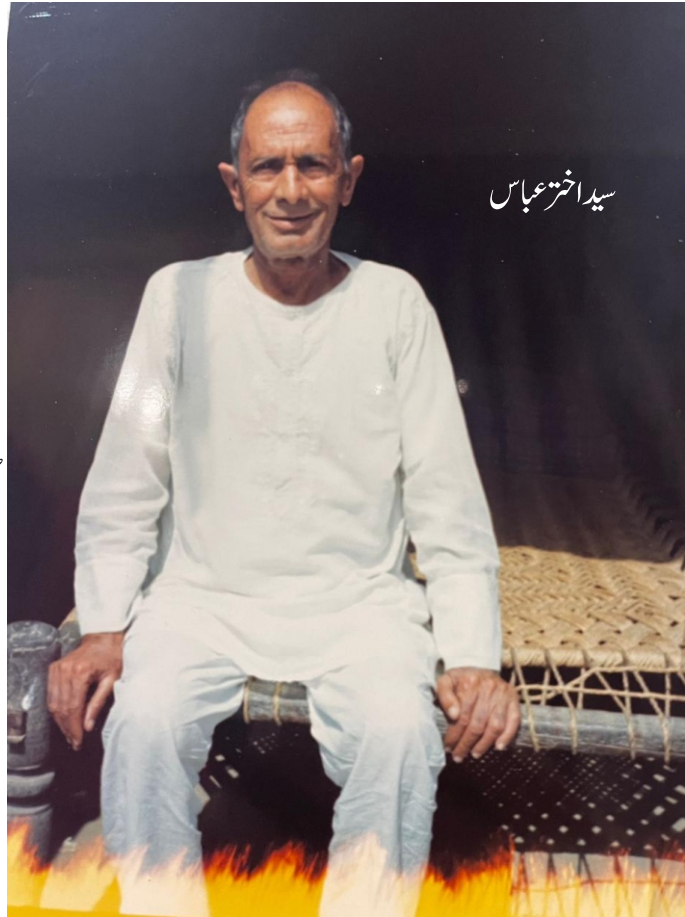


دیوان خانہ میں مرثیہ پڑھتے ہوئے قنبر مصطفیٰ زیدی





مشہور شاعر ڈاکٹر گلشن بجنوری اپنا کلام پڑھتے ہوئے



صابر رضا اپنے چچا سید محمد مصطفیٰ زیدی کے ساتھ ۱۹۸۳ء: صابر رضا کے والد سید اختر عباس اور اچھا مصطفیٰ (حانی)



صابر رضا اپنے میٹروں کے ساتھ

صابر رضا اپنے بھائی احتشام حیدر کے ساتھ





मोईन शादाब

मामन सादात में अज़ादारी और प्रोफ़ेसर सय्यद अहमद रज़ा ज़ैदी

हिन्दुस्तान में अज़ादारी महज़ एक मज़हबी अमल नहीं, बल्कि एक हमागीर सक्राफ़ती रिवायत है, जो सदियों पर मुहीत तारीखी-व-तहज़ीबी शुऊर की आईना-दार है। इस रिवायत के मुख्तलिफ़ रंग और असालीब हर ख़ित्ते में अपने मखसूस तहज़ीबी पस-मंज़र के साथ जलवागर होते हैं। बिल-खुसूस लखनऊ, हैदराबाद, भोपाल, मुंबई, कोलकाता और अज़ीमाबाद वगैरा की अज़ादारी अपनी इनफ़िरादियत, वक्रार और रिवायती लताफ़त के सबब नुमायाँ मुक़ाम रखती है। रियासत उतर प्रदेश के ज़िला बिजनौर में भी अज़ादारी की रुहानी, तारीखी और सक्राफ़ती अहमियत है, जिसने बैन-अल-मज़ाहिब हम-आहंगी को भी फ़रोग दिया है।

बिजनौर शहर, नगीना, नाहतौर, धामपुर, स्योहारा, चाँदपुर, मंडावर, बुखारा सादात, झालू, कोतवाली, और मेमन सादात जैसे क़सबात के अलावा यहाँ के देहात भी अज़ादारी का मरकज़ रहे हैं। जिनमें पेदी सादात, भनेड़ा शकरपुरी, सादात, करोंदा और छजपुरा वगैरा शामिल हैं। सादात बिरादरी में मुहर्रम की मजालिस, ताज़िये, अलम और नौहा-ख़्वानी की रिवायत नस्ल दर नस्ल जारी है। ज़िला बिजनौर में तक्रसीम-ए-हिंद से पहले क़ायम कई इमाम बारगाहें, आज भी अज़ादारी का अहम मरकज़ हैं। यहाँ यक़ुम से दस मुहर्रम तक हर-रोज़ मजालिस बरपा की जाती हैं। इन मजालिस में उलमा व ज़ाकरीन करबला के वाक़िआत बयान करते हैं। ताज़िये और अलम के जुलूस निकलते हैं। आठ मुहर्रम को हज़रत अब्बास की याद में अलम और ज़ुलजनाह का जुलूस निकाला जाता है। दसवीं मुहर्रम को यौम-ए-आशूरा के बड़े जुलूस में ताज़िये, ज़ुलजनाह, अलम-ए-मुबारक, मातम, जंजीर-ज़नी और नौहा-ख़्वानी शामिल होती है। ज़िले के हर बड़े क़स्बे में अलामती 'करबला' मौजूद है।

बिजनौर के मुख्तलिफ़ इलाक़ों में होने वाली अज़ादारी का कोई न कोई इख़्तिसास है। नौ मुहर्रम-उल-हराम को बिजनौर में महल्ला बादलीवाला से अलम का जुलूस बरामद होता है, जो शहर भर से गुज़रते हुए बुखारा सादात में ख़त्म होता है। पेदी सादात से सात मुहर्रम को जुलूस-ए-अलम निकलकर बुखारा पहुँचता है और वहाँ मजलिस का एहतिमाम होता है। आइंदा रोज़ आठ मुहर्रम को बुखारा से अलम का जुलूस बरामद होकर पेदी पहुँचता है, जहाँ दोनों अलमों का मिलाप होता है और वहाँ भी मजलिस बरपा होती है। पेदी से बुखारा और जवाब में बुखारा से पेदी तक जुलूस की ये रिवायत दो सदी क़दीम है। बिजनौर और बुखारा सादात के तारीख़ी जुलूस-ए-अलम-ए-मुबारक और मजालिस, नगीना की मजालिस और आशूरा का जुलूस, धामपुर का ज़ुलजनाह का रिवायती जुलूस और स्योहारा की मुहर्रम की महाफ़िल और ताज़िए के जुलूस क़ाबिल-ए-



जिक्र हैं। इसी तरह मेमन सादात में लखनवी तर्ज की अजादारी की खास अहमियत है, बिलखुसूस चाँद रात और आठ मुहर्रम को निकलने वाले जुलूस, शबीह-ए-ताबूत, मजालिस और इमाम बारगाहों में होने वाली नौहा-ख्वानी का बड़ा शुहरा है।

मेमन सादात एक तारीखी मौजा है, जो किरतपुर-नजीबाबाद रोड पर वाक्रे है। मेमन सादात को तकरीबन नौ सौ बरस क़ब्ल सय्यद शाह अशरफ़ अली अल-वास्ती ने इराक़ से आकर बसाया था। रिवायत है कि मेमन का अस्ल नाम 'मामन' था, जो बाद में मेमन कहलाने लगा। मामन यानी 'जा-ए-अम्न'। तकरीबन 6 से 7 हजार की आबादी वाले इस क़स्बे को ज़िले में शिया सादात के मरकज़ के तौर पर देखा जाता है। मेमन सादात (मामन, जा-ए-अम्न) में मुहर्रम के दौरान अजादारी भरपूर अक़ीदत और नज़्म-ओ-ज़ब्त के साथ होती है। मजालिस, जुलूस, शबीह-ए-ताबूत, ताज़िए, अलम और ज़ुलजनाह की रिवायात आज भी ज़िंदा हैं। यहाँ मजालिस चाँद रात से शुरू होकर आशूरा तक जारी रहती हैं।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने बस्ती मेमन सादात (मामन, जा-ए-अम्न) में लखनऊ की तहज़ीब-ए-अज़ा को राइज किया। सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी तारीख के नामवर उस्ताद, मोतबर मुअरिख, क़ादिर-उल-कलाम शायर और बुलंद-पाया अदीब थे। उन्होंने मर्सिया-व-नौहा-निगारी के ज़रिए अजादारी को हुस्न-ए-बयान बख़्शा, जिससे न सिर्फ़ उनकी अपनी बस्ती में, बल्कि इर्द-गिर्द के इलाक़ों में भी जज़्बा-ए-हुसैन को तक़वियत मिली और लोगों ने अजादारी की अहमियत को बेहतर अंदाज़ में समझा। इस तरह उनकी जद्द-ओ-जहद ने मेमन सादात (मामन, जा-ए-अम्न) जैसी छोटी सी बस्ती को एक रूहानी तहरीक का मरकज़ बना दिया, जिसके नतीजे में बैन-अल-मसालिक हम-आहंगी को फ़रोज़ मिला। ख़वातीन और बच्चों की शुमूलियत से अजादारी एक घरेलू और नस्ल-दर-नस्ल जारी रहने वाला अमल बन गई। प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने

अपने इल्म, कलम, अमल और किरदार से ये साबित किया कि अज़ादारी फ़क़त ग़म का इज़हार नहीं, बल्कि ये जुल्म के खिलाफ़ क्रयाम और हक़ की हिमायत का अमली मज़हर है।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी 21 मई 1917 को बस्ती मेमन (मामन, जा-ए-अम्न) सादात पैदा में हुए। इब्तिदाई तालीम के बाद वो अमरोहा चले गए, जहाँ से उन्होंने मैट्रिक का इम्तिहान पास किया और फिर लखनऊ के लिए रखत-ए-सफ़र बाँध लिया, वहाँ उन्होंने पहले दो बरस शिया कॉलेज में तालीम हासिल की और फिर लखनऊ यूनिवर्सिटी से बी. ए. (ऑनर्स) किया। तक्रसीम-ए-वतन के बाद वो पाकिस्तान चले गए, जहाँ गर्वनमेंट कॉलेज (सिंध) में शोबा-ए-तारीख़ में प्रोफ़ेसर के तौर पर उनकी तक्रररी हो गई। दौरान-ए-मुलाज़मत ही उन्होंने सिंध यूनिवर्सिटी से बी. टी. करने के बाद पहले तारीख़ आम्मा (जनरल हिस्ट्री) और फिर मुस्लिम तारीख़ (मुस्लिम हिस्ट्री) में पोस्ट ग्रेजुएशन करके तालीमी इस्तिअदाद में इज़ाफ़ा किया। उन्होंने कई शहरों में तदरीस के फ़राइज़ अंजाम दिए। 1964 में वो गर्वनमेंट कॉलेज जैकबाबाद में प्रिंसिपल के ओहदे पर फ़ाइज़ हुए और 1975 में मुलाज़मत से सुबुक-दोश हुए।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी अपने आबाई वतन मेमन सादात (मामन, जा-ए-अम्न) से बे-इतिहा इश्क़ करते थे। वो अपनी जा-ए-पैदाइश को देखने के लिए हमा-वक़्त बेताब रहते थे। प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ३२-३३ बरस पाकिस्तान में रहे, लेकिन इस मुदत में मेमन (मामन, जा-ए-अम्न) उनके दिल-ओ-दिमाग़ से लम्हा भर को भी जुदा न हुआ। चुनाँचे मुलाज़मत से फ़रागत मिलते ही वो १९७९ में वुफ़ुर-ए-शौक़ से लबरेज़ दिल और आँखों में आबाई सरज़मीन की ज़ियारत की तड़प लिए मेमन (मामन, जा-ए-अम्न) आए और ऐसे आए कि यहीं की खाक का पैवंद हो गए। २८ सितंबर १९७९ को उनका



इतिहास हो गया। प्रोफेसर सय्यद अख्तर रज़ा ज़ैदी की लहद उनके वालिद-ए-मोहतरम सय्यद मुहम्मद सादिक ज़ैदी की कब्र के पहलू में बनाई गई, जो बस्ती की जामे मस्जिद की सीढ़ियों के साथ वाक़े है। गुज़श्ता बरस २६ सितंबर २०२४ को प्रोफेसर सय्यद अख्तर रज़ा ज़ैदी के बिरादर-ए-खुर्द सय्यद मुहम्मद मुस्तफ़ा ज़ैदी भी वफ़ात फ़रमा गए, उन्हें भी यहीं दफ़न किया गया।

प्रोफेसर सय्यद अख्तर रज़ा ज़ैदी के अपने वतन से बे-इंतिहा इश्क़ का अंदाज़ा इस बात से लगाया जा सकता है, कि वो किसी दयार-ए-ग़ैर में नहीं अपनों के दरमियान आसूदा-ए-खाक होना चाहते थे और उनकी ये दिली ख्वाहिश पूरी हुई। उन्होंने मेमन (मामन, जा-ए-अमन) सादात की जो तारीख़, डायरी की शक़ल में लिखी थी, उसमें भी उन्होंने अपनी इस दिली आरज़ू का इज़हार किया था:

“वतन बहरहाल वतन होता है, किसी ने सच कहा है कि “हुब्ब-ए-वतन अज़ मुल्क-ए-सुलेमान खुशतर ज़िंदा लोगों के आबाई मकान थे। मर्दों के ख़ानदानी क़ब्रिस्तान थे। मैं अब भी वहाँ जाकर अपने आबा-ओ-अजदाद की क़ब्रों की निशानदही कर सकता हूँ। यहाँ सब अपना है, मगर फिर भी अपना कुछ नहीं है। ख़ुदा जाने हमारे ख़ानदान के मरे हुए कहाँ-कहाँ दफ़न हैं। चंद मरहूमिन की क़ब्रें कराची में हैं, लेकिन कुछ ऐसी भी हैं, जिन्हें हम पहचान नहीं सकते। मुहर्रम में तमाशाइयों की तरह जुलूस में शरीक हो जाते हैं। ईद और बक्रईद में यही हाल है: एक ख़ुसूसियत थी वो जाती रही।

[तारीख़ मेमन सादात (मेवा मन) ये डायरी २०२२ में शाया हुई]

निसाबी, इल्मी और तारीख़ी किताबों के इलावा नौहों, सलाम और मनाक़िब पर मुश्तमिल शैरी मजमूआ 'कलीम-ए-करबला' प्रोफेसर सय्यद अख्तर रज़ा ज़ैदी की अहम तसनीफ़ है। तारीख़ी कुतुब में 'अली इब्न-ए- तालिब' और 'ख़िलाफ़त का



उरूज-ओ-जवाल' 'मिरर ऑफ हिस्ट्री बायोग्राफी ऑफ इमाम अली' दस्तावेज की अहमियत रखती हैं। उनकी दीगर किताबों में 'ज्योमैटरी मेड ईजी', 'ए शॉर्ट हिस्ट्री ऑफ सिविलाइजेशन' के अलावा उनके लिखे ड्रामे 'इब्न-ए-आदम से पहले', 'जन्नत में एक महफिल-ए-मुशायरा' भी काबिल-ए-जिक्र हैं। नज्म आफंदी के बाद नौहे की सिन्फ को जिला बख्शने में प्रोफेसर सय्यद अख्तर रजा जैदी का नाम काबिल-ए-जिक्र है। बक्रौल मुस्तफ़ा जैदी तेग़ इलाहाबादी:

“नौहा एक भूली हुई सिन्फ है। मौजूदा दौर में सिवाए नज्म आफंदी के कोई शायर ऐसा दिखाई नहीं देता, जिस ने लैला-ए-सुखन के अंग-अंग में मुक्ति पैदा कर के आदर्श को बुलंद कर दिया हो। मुझे मुसर्त है कि अख्तर ने इस सोते हुए नग़मे में गूँज पैदा करने की कोशिश की है। इन नौहों के हर-हर शेर, बल्कि यूँ कहिए कि हर-हर लफ़्ज़ में जज़्बात और एहसासात का एक बेपायाँ समंदर उमड़ता नज़र आता है।”

(कलीम-ए-करबाला, 1943)

'कलीम-ए-करबला' 1943 में इलाहाबाद से शायी हुई थी। १९४६ में इसका दूसरा एडीशन तबअ हुआ। इसमें प्रोफेसर सय्यद अख्तर जैदी के अलावा मुस्तफ़ा जैदी के बड़े भाई मुज्तबा जैदी के नौहे भी शामिल हैं, जो अज़हर मेमनवी के नाम से शायरी करते थे। इस किताब में प्रोफेसर सय्यद अख्तर जैदी के १९ नौहे और मुज्तबा जैदी के १५ नौहे शायी हुए हैं। मुस्तफ़ा जैदी ने नौहों के इस मुश्तर्का मजमूए का पेश-लफ़्ज़ लिखा था।

नौहों सलाम, मर्सिए और मनक़बतों पर मबनी प्रोफेसर सय्यद अख्तर रजा जैदी का ये कलाम इज़ाफ़े के साथ, बाद में 'बयाज़-ए-अख्तर' के नाम से अलैहदा भी शायी हुआ। जिसकी तबाअत का एहतिमाम उनके सआदतमंद फ़रज़ंद अदील जैदी



ने बड़ी अक्रीदत के साथ किया, वो खुद भी मारुफ़ शायर व अदीब हैं और ह्यूस्टन अमरीका में मुकीम हैं। सय्यद अख़्तर ज़ैदी ने अमरोहा में दौरान तालीम ही नौहा-निगारी शुरू कर दी थी। उन्होंने कमाल अमरोही के साथ नौहे लिखने शुरू किए, जो नौवीं और दसवीं में उनके हम जमाअत थे। यहाँ से कमाल अमरोही मुंबई चले गए और सय्यद अख़्तर ज़ैदी लखनऊ के लिए आजिम-ए-सफ़र हो गए थे।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने न सिर्फ़ इल्म की रौशनी तकसीम की बल्कि अपनी ज़ात के इख़्लास और जज़्बा-ए-ईसार से लबरेज़ अपनी खिदमात से एक ज़माने को रौशन किया। उनके दिल में मुहब्बत-ए-हुसैन एक ज़िंदा हक़ीक़त बनकर धड़कती थी। जब उनके आबाई वतन की फ़ज़ा में सुकूत तारी हुआ और अज़ान-ए-हुरियत की सदाएँ धीमी पड़ रही थीं, उस वक़्त उन्होंने हुसैनी फ़िक्र की शमा रौशन की।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने मेमन सादात (मामन, जा-ए-अम्न) जैसे छोटे से खित्ते को अज़ादारी का मरकज़ बना दिया। मेमन सादात (मामन, जा-ए-अम्न) में अज़ादारी का चराग़ वक़्त की आँधियों से बेनियाज़, आज भी रौशन है, जो अज़ादारान-ए-मज़लूमीन-ए-करबला के लिए मशअल-ए-राह है।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी की ये कोशिश सिर्फ़ मजालिस या जुलूसों तक महदूद न थी, बल्कि ये एक फ़िक्री तहरीक, एक रुहानी बेदारी और एक तहज़ीबी अहया के मुतरादिफ़ थी। मेमन सादात (मामन, जा-ए-अम्न) एक छोटा मगर रुहानी तौर पर बेदार खित्ता था। यहाँ के साकिनान को अहल-ए-बैत से मुहब्बत और अज़ादारी का जज़्बा विरसे में मिला था। यहाँ अज़ादारी की रिवायत तो थी, लेकिन मजालिस, जुलूस और ज़िक्र-ए-करबला का कोई बाक़ायदा निज़ाम नहीं था।



अरबी-व-फ़ारसी के नौहे पढ़े जाते थे, यौम-ए-आशूरा पर दहके हुए अलाव के गिर्द मातम होता था। प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने यहाँ की रस्म-ए-अज़ादारी को नया रुख-ओ-आहंग देने के लिए एक मुनज़्जम फ़िक्री, रुहानी और समाजी बेदारी की बुनियाद रखी और मेमन (मामन, जा-ए-अम्न) में अज़ादारी का रंग-रूप तब्दील हो गया। उन्होंने यहाँ लखनवी अंदाज़ की अज़ादारी को मुतआरिफ़ कराया और लखनऊ के तर्ज़-ए-नौहा-ख़्वानी को बस्ती में राइज़ किया।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ख़ुद भी नौहे पढ़ते थे। उनकी लहन अच्छी थी। अपने तख़लीक़ कर्दा नौहों से क़बल वो दीगर शुअरा के लिखे हुए नौहे पढ़ा करते थे। उन्होंने १९३२ में मेमन (मामन, जा-ए-अम्न) सादात में लखनवी तर्ज़ पर नौहा-ख़्वानी का सिलसिला शुरू किया। इसी साल उन्होंने अपना लिखा हुआ नौहा “फिर चाँद मुहर्रम का नमूदार हुआ है” पहली मर्तबा पढ़ा। यहाँ अहाता मेमन (मामन, जा-ए-अम्न) से पहली मर्तबा जुलजनाह बरामद हुआ। १९३४ में सात मुहर्रम को प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने “फिर उसकी सवारी आती है” नौहा लिखा और आइंदा रोज़ आठ मुहर्रम को जुलजनाह की बरआमदगी के वक़्त इसे पढ़ा। आज ९० बरस बाद भी मेमन (मामन, जा-ए-अम्न) में इसी तर्ज़ में ये नौहा पढ़ने की रिवायत बरकरार है। लखनवी अंदाज़ की नौहा-निगारी में पहले ४ मिसरे नौहा-ख़्वाँ तन्हा पढ़ता है, मातम करने वाले ख़ामोश रहते हैं। जबकि बाद के मिसरे सभी लोग मातम करते हुए साथ-साथ पढ़ते हैं। १९३४ में उन्होंने 'अंजुमन-ए-हुसैनिया' कायम की।

सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी की दुख़्तर-ए-नेक अख़्तर महर अख़्तर रज़ा 'बयाज़-ए-अख़्तर' में लिखती हैं:

“अख़्तर रज़ा ज़ैदी और बस्ती के दीगर नौजवान लखनऊ में तालीम पा रहे थे और मुहर्रम के दिनों में मेमन आते थे। अख़्तर ज़ैदी ने लखनऊ की अज़ादारी देखी और मेमन में अज़ादारी का तरीक़ा बदल डाला।



उन्होंने नौजवानों की एक अंजुमन 'अंजुमन-ए-हुसैनिया' के नाम से कायम की। नौ-जवान नौहा-ख्वानों के लिए हरे रंग के बैजेज बनवाए और उन्हें नौहा पढ़ने और मातम की तर्बियत दी। अख्तर ज़ैदी बचपने से ही शायरी करते थे, सो खुद नौहे लिखने शुरू किए और मखसूस अंदाज़ में उनकी धुनें बनाईं। मेमन और नवाही बस्तियों में भी उनके नौहे मशहूर हो गए। उनके लिखे हुए नौहे तारीखी नौइय्यत इख्तियार कर गए और आज भी मेमन सादात में मुहर्रम के जुलूसों में पढ़े जाते हैं। मुहर्रम की चाँद-रात को उनका मशहूर नौहा आज भी उसी तरह पढ़ा जाता है:

फिर चाँद मुहर्रम का नमूदार हुआ है
और मुहर्रम की आठ तारीख को उन्होंने जुलूस-ए-ज़ुलजनाह निकालने की इब्तिदा की। अपना नौहा जुलूस में एक नए तर्ज से पढ़ा:

जो नहर पे प्यासा सोता है
ये उसकी सवारी आती है

आज भी मेमन सादात के जुलूस में यही नौहा ज़ुलजनाह की आमद पर पढ़ा जाता है।”

प्रोफ़ेसर सय्यद अख्तर रज़ा ज़ैदी के पाकिस्तान हिजरत कर जाने के बाद मेमन सादात (मामन, जा-ए-अम्म) में सय्यद अली अख्तर ज़ैदी ने अंजुमन-ए-अज़ादारी की क़यादत निहायत इख़लास के साथ की। अली अख्तर ज़ैदी के इंतिक़ाल के बाद अज़ादारी और दीवानख़ाने की ज़िम्मेदारी प्रोफ़ेसर सय्यद अख्तर रज़ा ज़ैदी के बिरादर-ए-ख़ुर्द सय्यद मुहम्मद मुस्तफ़ा ज़ैदी ने



संभाली। जब वो ज़ईफ़ हो गए तो उन्हीं की सरपरस्ती में एहतिशाम हैदर और साबिर रज़ा ने बहुस्न-ओ-ख़ूबी अज़ादारी को जारी रखा। गुज़श्ता बरस (२०२४) सय्यद मुहम्मद मुस्तफ़ा ज़ैदी का इंतिक़ाल हो गया। उनकी रहलत के बाद उम्मीद की जाती है कि उनके फ़र्ज़द ऐजाज़ मुस्तफ़ा (अली ज़ैदी) अल मा'रूफ़ 'हानी' और क़ंबर मुस्तफ़ा ज़ैदी उर्फ़ 'हीनू,' अपने भाईयों के हमराह अज़ादारी और दीवानख़ाने की ज़िम्मेदारियाँ संभालकर इस कार-ए-ख़ैर को आगे बढ़ाएँगे। सय्यद मुहम्मद मुस्तफ़ा ज़ैदी की अहलिया की सरपरस्ती में आज भी मेमन में अज़ादारी पूरे जोश-ओ-जज़्बे, एहतिराम-ओ-अक़ीदत और उसी रिवायत के साथ मुनअक़िद हो रही है, जो अकाबिरीन की पहचान है।

'अंजुमन-ए-हुसैनिया', जिसकी बुनियाद प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने डाली थी, बस्ती मेमन (मामन, जा-ए-अमन) सादात की अब्बलीन बाज़ाबता अंजुमन थी। लेकिन अब यहाँ अंजुमनों की तादाद ख़ासी बढ़ गई है। 'अंजुमन-ए-हुसैनिया' के अलावा, कई दीगर अंजुमनें सरगर्म हैं। जिनमें 'अंजुमन सोगवार-ए-हुसैन', 'अंजुमन अंसार-ए-हुसैन', 'अंजुमन लश्कर-ए-हुसैनी', 'अंजुमन फ़ैजान-ए-अहल-ए-बैत', 'अंजुमन शैदा-ए-हुसैनी', 'अंजुमन दुआ-ए-ज़हरा' वग़ैरा क़ाबिल-ए-ज़िक़र हैं। इन अंजुमनों से वाबस्ता कई मायानाज़ नौहा-निगार व नौहा-ख़्वाँ और मर्सिया-निगार व मर्सिया-ख़्वाँ अपने फ़न का जादू जगा रहे हैं। असद अब्बास, ख़ुशीद असरी, आसिफ़ जलाल बिजनौरी और कलीम असग़ार नौहे व मर्सिए लिखते भी हैं और पढ़ते भी हैं। ये शुअरा नौहों और मर्सियों के अलावा हम्द, नात, सलाम और मनक़बत भी लिखते हैं।

'अंजुमन-ए-हुसैनिया' में माज़ी में अख़्तर अब्बास (मरहूम) मुमताज़ अली (मरहूम) शाहिद हुसैन (मरहूम) आज़ाद भाई (मरहूम) नईम अख़्तर (मरहूम) शामिल रहे। जबकि अब साबिर रज़ा, असद अब्बास और इसरार ज़ैदी अंजुमन को संभाले रहे

हैं। अंजुमन सोगवार-ए-हुसैन से मीर हुसैन (मरहूम) अब्दुर रशीद (मरहूम) गुलाम आबिद (मरहूम) गुलाम हुसैन (मरहूम) इलियास हुसैन (मरहूम) गुलाम पंजतन (मरहूम) आबिद हुसैन (मरहूम) रियाज़ हुसैन (मरहूम) वाबस्ता रहे हैं। अब गुलाम रज़ा, अतहर अली, शब्बीर हुसैन वगैरा अंजुमन सोगवार-ए-हुसैन का हिस्सा हैं। अंजुमन अंसार-ए-हुसैन में अली नज़र (मरहूम) के अलावा निशात, रियाज़ हुसैन शामिल रहे।

अंजुमन लश्कर-ए-हुसैनी में खुरशीद असरी, मरगूब आलम, अशअर असरी 'रविश', अंजुमन फ़ैज़ान-ए-अहल-ए-बैत में फ़ीरोज़ अली व रजब अली, अंजुमन शैदा-ए-हुसैनी में महमूद असगर, आबिद हुसैन, मज़हर अली और अंजुमन दुआ-ए-ज़हरा में नायाब अली, अंसार हुसैन, तुराब अली वगैरा मेमन (मामन, जा-ए-अमन) सादात में रूसूम-ए-अज़ादारी को खुसूसियत साथ संभाले हुए हैं। बस्ती के मर्सिया-निगारों में इंतिज़ार हुसैन (मरहूम) लियाक़त हुसैन (मरहूम) अंसार हुसैन (मरहूम) खुदा बख़्श (मरहूम) इस्माईल (मरहूम) गुलाम हसनैन (मरहूम) अब्दुल हमीद (मरहूम) वगैरा के नाम काबिल-ए-ज़िक्र हैं। अहद-ए-हाज़िर के मर्सिया व नौहा पढ़ने वालों में खुरशीद ज़मानी, अली जान, नईम, खुरशीद हुसैन, आबिद हुसैन, हसन अली और मेहदी रज़ा के नाम अहम हैं।

सिर्फ़ मेमन सादात (मामन, जा-ए-अमन) में ही नहीं हिंदुस्तान के कई दीगर मुक़ामात पर भी प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी के नौहे उन्हीं के तर्ज़ में पढ़े जाते हैं। हिंदुस्तान के अलावा पाकिस्तान और अमरीका के बाज़ शहरों में भी उनका रसाई कलाम सुनने को मिलता है। चाँद-रात और जुलूस-ए-ज़ुलजनाह बरामद होने पर पढ़े जाने वाले उनके दो मशहूर नौहे क़ारईन के मुलाहिज़े के लिए पेश किए जाते हैं:



फिर चाँद मुहर्रम का नुमूदार हुआ है
फिर चाक दिल-ए-अहमद-ए-मुख्तार हुआ है
इस चाँद में क़ासिम के कटे दस्त-ए-हिनाई
सर नंगा दुल्हन का सर-ए-बाज़ार हुआ है
इस चाँद में बाज़ू कटे अब्बास-ए-जरी के
ठंडा अलम-ए-हैदर-ए-करार हुआ है
इस चाँद में अकबर के लगी सीने पे बरछी
असगर हदफ़-ए-तीर-ए-सितमगार हुआ है
इस चाँद की दसवीं को बहन भाई से छूटी
पामाल तन-ए-सय्यद-ए-अबरार हुआ है
इस चाँद में आबिद के पड़ा तौक्र गले में
और क़ैद भी वो साहिब-ए-आज़ार हुआ है
ख़ुशनूदी-ए-ज़हरा का वो हामिल हुआ 'अख़्तर'
जो सिब्त-ए-पयम्बर का अज़ादार हुआ है



नौहा

जो नहर पे प्यासा सोता है
ये उसकी सवारी आती है
जो खून से रन को धोता है
ये उसकी सवारी आती है
ये उसकी सवारी है लोगो
शमशीरों के साये में जो
थामे था हुसैनी परचम को
रोती है वफ़ा अब तक जिसको
ऐ दिल तू खून आँसू रो
जो फ़ौज-ए-खुदा का अफ़सर था
ये उसकी सवारी आती है
अब्बास जो रन से आते थे



और मश्क-ए-सकीना लाते थे
नेज़ों पर नेज़े खाते थे
याँ बच्चों को ग़श आते थे
सब रो-रो कर चिल्लाते थे
जो नहर से पानी लाता है
ये उसकी सवारी आती है

ये वो तारीख़ी नौहे हैं जो 193२ से आज 2025 तक दुनिया के मुख्तलिफ़ मुक़ामात पर पढ़े और सुने जा रहे हैं। 90 से ज़ायद बरस की मुद्त में प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी के नौहों के पढ़े जाने का सिलसिला तीसरी नस्ल में दाखिल हो चुका है। मेमन में साहब-ए-बयाज़ नौहा-ख़्वाँ खुर्शीद असरी और उनके फ़र्ज़द अशअर असरी 'रविश' भी प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी के नौहे पढ़ते हैं। साबिर अब्बास चाँद-रात और आठ मुहर्रम को ये दोनों नौहे पढ़ते हैं। पहले उनके वालिद ये नौहे पढ़ा करते थे। अमरोहा समेत हिंदुस्तान के मुख्तलिफ़ शहरों के अलावा कराची, अटलांटा और ह्यूस्टन में भी ये मशहूर-ए-ज़माना नौहे पढ़े जा रहे हैं।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी ने मेमन सादात (मामन, जा-ए-अमन) में अज़ादारी की बुनियाद सिर्फ़ एक रस्म के तौर पर नहीं डाली, बल्कि इसे एक ज़िंदा रिवायत, फ़िक्री तहरीक और तर्बीयती अमल के तौर पर क़ायम किया। उन्होंने जिन



मजालिस की बिना डाली उनमें सिर्फ मर्सिया-ख्वानी ही नहीं होती थी, बल्कि फ़लसफ़ा-ए-शहादत, इमाम हुसैन की तहरीक और अहल-ए-बैत की सीरत का बयान भी होता। ये मजालिस नई नस्ल के अजहान को बेदार करने का वसीला बनीं। नौजवानों को मुस्तक़बिल की क़यादत के लिए तय्यार किया। इन मजलिसों के साथे में कई ज़ाकरीन, खुतबा, और मर्सियाँ-ख्वानों ने तर्बियत पाई, जो आज मुख्तलिफ़ इलाक़ों में ज़िक्र-ए-हुसैन का परचम थामे हुए हैं।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी की तक्ररीरें और तहरीरें गहरे इल्म और बसीरत से लबरेज़ होती थीं। अज़ादारी के प्लेटफ़ॉर्म को उन्होंने एक दीनी तर्बियत-गाह में तब्दील किया, जहाँ ज़िक्र-ए-मज़लूम-ए-करबला दिलों को झिंझोड़ता, किरदार को सँवारता, और फ़िक्र को जिला बख़्शता।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदा का किरदार सिर्फ़ एक अज़ादार का नहीं, बल्कि एक मेअमार का था, जिन्होंने अपने ख़्वाब की ताबीर का जो चराग़ रौशन किया, वो आज भी ज़माने के ज़हन-ओ-दिल को रौशनी बख़्श रहा है। उनकी ख़िदमात को याद करना, उनके मिशन को आगे बढ़ाना और नई नस्ल को इस फ़िक्री व रूहानी मीरास से जोड़ना वक़्त की ज़रूरत है।

प्रोफ़ेसर सय्यद अख़्तर रज़ा ज़ैदी की ख़िदमात का तज़क़िरा इज्तिमाई बेदारी की अलामत है, क्योंकि जो क़ौम अपने मोहसिनो को भुला दे, वो तारीख़ के अंधेरों में गुम हो जाती है। वो ज़बानें जो ज़िक्र-ए-अहल-ए-बैत से तर रहती हैं और वो क़दम जो अज़ादारी की राहों में गर्द-आलूद होते हैं, तारीख़ उन्हें अपने सुनहरे औराक़ में महफूज़ रखती है।

عسکری و مصطفیٰ اور عفت سائب

جَانِّ وَ عَيْنُو کے آنجن میں کھلا کینا گلابِ خدمتِ مولا میں ہے مَصْرُوفِ مائِرتِ میں عفتابِ
عسکری زیدی ۲۰ اگست ۲۰۲۵ء

سواری

یہ اس کی سواری آتی ہے
جو نہر پہ چلا سا سوتا ہے

یہ اس کی سواری ہے لوگو
شہیدوں کے ساتے میں جو
تھامے تھا حسینِ پدم کو
پھر اس کا نہ کیونکر ماتم ہو
اسے دل تو خون کے آنسو رو
جو فوجِ خدا کا افسر تھا
یہ اس کی سواری آتی ہے

عباسؑ جو دن سے آتے تھے
اور مشک سیکنے لاتے تھے
نیزدوں پہ نیزے کھاتے تھے
یاں بچوں کو غش آتے تھے
سب رو رو کر چلتے تھے
جو نہر سے پانی لاتا تھا
یہ اس کی سواری آتی ہے



اسے اہلِ عدا ہے غور کی جا
عباسؑ نے وہ اٹار کیا
دریا میں گھوڑا ڈال دیا
قطرہ نہ مگر پانی کا پلا
چلے سے پانی پھینک دیا
جو دینِ وفا کا ہے کعبہ
یہ اس کی سواری آتی ہے

سنتائے سیکنے جو کہ بنا
دل جس سے قوی تھا حضرت کا
ہے نام پہ قرباں جس کے وفا
زیب کو تھا جس پہ ناز بڑا
شیر کو جس سے ڈھارس تھی
یہ اس کی سواری آتی ہے

اختیار جوی حساس بھی ہے
دریا، پانی اور پیاس بھی ہے
امید بھی ہے اور یاس بھی ہے
جب تک ہے علم، عباسؑ بھی ہے
عباسؑ ہماری اس بھی ہے
جو زخمِ جگر کا ہے مرہم
یہ اس کی سواری آتی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

